تذکرۂ شمیم سخن

یہ ایک گلدستہ پر بہار باغستان علم وفضل زنان شاعرہ ہر ملک و دیار کا ہے
کہ جسکے روائح ہوشمندانہ سے دماغ استعداد سلیقہ شعاری
مستورات کا عنبر ہوتا ہے

جسکو

بکمال حزم و فرزانگی سے بلحاظ مراتب مستورات پردہ نشین و بے پردہ کے
کہ آجتک بہ نگہداشت ان مراتب کے کوئی ایسا تذکرہ فرحت انتما مدون نہین ہوا

ذی کمال با استعداد

مولوی عبدالحی صاحب متخلص بہ صفا رئیس بدایون وکیل عدالت دیوانی نے

مرتب فرمایا

اور

بار دوم مقام لکھنؤ
مطبع نامی گرامی منشی نول کشور مین بخوش اسلوبی چھپا

سنہ ۱۸۹۱ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خداوند عالم اور نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا یا بیان کرنا طاقت انسان سے باہر ہی لہذا اس سے مجبور رہکر اضعف العباد محمد عبد الحی متخلص بہ صفا متوطن بدایون ابن شیخ فقیہ الدین احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد عرض کرتا ہی کہ ہمارے ملک ہندوستان مین تعلیم مستورات جیسی چاہیے مروج نہین ہی باوجودیکہ یہ ایک ضروری امر ہی۔ فوائد علم ہر شخص پر ظاہر ہین یہ وہ دولت ہی کہ اسکو کسی وقت کسی حالت مین زوال نہین نہ چور اسکو چورا سکتا ہی نہ ظالم چھین سکتا ہی جسقدر اسکو صرف کیا جاوے اسی قدر اس سرمایہ کو ترقی ہوتی ہی۔

تعلیم مستورات واجبات سے ہی جہانتک خیال کیا جاتا ہی باعث جہالت نسوان صرف ہمارے ملک کے نامعقول و بے اصل خیالات کا اثر معلوم ہوتا ہی عورتون اور مردون مین دربارہ تعلیم تفریق کرنا محض ایک بیہودہ و ناواجب خیال ہی جیسے بلحاظ حالات ملک مرد کو بیرونی انتظام حقیت وغیرہ کرنا پڑتا ہی عورتون کے ذمہ

خانگی اندرونی انتظام ہی اور اس انتظام مین بھی بہت بڑی تمیز درکار ہی عورتون کی بے علمی موجب فساد و بربادی خاندان ہوتی ہی۔ اگر مرد اہلخانہ کسی غیر مقام کو چلا جاتا ہی تو عورت کو افشاے راز خانگی غیر شخصون سے کرنا ہوتا ہی علاوہ اسکے بے علمی نے اُنکے خیالات کو ایسا ناقص کر دیا ہی کہ جسکے مفصل بیان کرنے کو ایک بہت بڑا وقت درکار ہی۔

بھوت پلید جن پری کا ایسا اعتقاد اُنکے ذہن مین جما ہی کہ چھوٹی چھوٹی بیماریون مین بھی کسی جن یا پری کا تصرف خیال کرتی ہین اور یہ نہین سمجھتین کہ اُنکی رسائی ذہن نے کیا تصور پیدا کیا ہی ایک شی بے اصل کو ہر جگہ موجود تصور کر کے اُسکی ماننا مین مصروف ہوتی ہین بچہ خواہ از قسم ذکور ہو یا اناث جو اُنکے زیر اہتمام پرورش مین رہتا ہی وہ بھی انھین کے خیالات کی پیروی کرتا ہی اور عموماً اُس مین تہذیب اثر نہین کرتی کیونکہ وہ غیر مہذبون مین پرورش پاتا ہی

بچون کی طبیعت مثل چور کے ہوتی ہی وہ اپنے ہمنشین کے اطوار کو چپکے چپکے چرا لیتا ہی۔ سَو مین دو عورتین ایسی نظر آوینگی جو اپنے مسائل و طریقہ مذہبی سے واقف ہونگی ورنہ وہ یہ بھی نہین سمجھتین کہ مذہب کیا چیز ہی اور کسکی پرستش کسطرح چاہیے

ہرچند منجانب گورنمنٹ انگلشیہ کوشش ہو رہی ہی کہ مستورات ہندوستانی مین عموماً تعلیم مروج ہو مگر ہمارے ہندوستانی بھائی خدا جانے کیا سمجھکر اس ضروری امر سے غافل رہتے ہین اور مطلق خیال نہین کرتے کہ اُنکی یہ غفلت کہانتک اُنکو مضرت پہونچائیگی

ہم کمال ادب سے اپنے ملکی خیرخواہون کو مطلع کرتے ہین کہ وہ اپنی کوشش سچی دربارۂ تعلیم نسوان مبذول کرین اور اپنے ملک کی تباہ حالت کو سنبھالین ورنہ چند روز مین یہانتک نوبت ہو جائیگی کہ پھر کوئی علاج مفید نہوگا۔

ہماری یہ راے قطعی ہی کہ عورتون کو اعلےٰ درجہ کی مثل ذکور تعلیم دینی چاہیے اور اس تعلیم مین اُنکو فرائض مذہبی اور امور خانہ داری اور کسی ہنر مفید کی جانب بھی بار گھنا

ضروری ہی انکی تعلیم کے واسطے کتب مفید و مصلح اخلاق کا مدوّن ہونا چاہیے وہ کتابین
جو مضامین عاشقانہ سے پر ہون اور مخرب عادات معلوم ہون انکو نہ دکھائی جاوین۔
کوئی قوم جب تک سوشیل امور مذہبی و ملکی سے بخوبی واقف نہوے تب
تک مہذب نہین کہلا سکتی۔

اعلے درجہ کی عورتین اگرچہ آپس کے برتاو کے طریق اور فرائض مذہبی اور
رسوم ملکی سے واقف ہوتی ہین مگر غیر تعلیم یافتہ ہونے کے باعث اصلی مقاصد انسے
سرانجام ہونا ایک کار دشوار معلوم ہوتا ہی۔
سب کامون سے حفظ صحت اور پرورش و تہذیب اطفال کا خیال رکھنا
مقدم ہی الا نا تعلیم یافتہ عورتین قواعد حفظ صحت و پرورش و تہذیب اطفال سے
انجان رہکر اپنی اور اپنے خاندان کی بربادی کا سبب ہوتی ہین۔
ظاہراً ہمکو تعلیم مستورات مین دو امر حائل و مانع معلوم ہوتے ہین اول یہ
کہ ہندوستان مین یہ عام رواج ہی کہ صغر سنی مین عورت بیاہ دیجاتی ہی اور بعد شادی
بموجب دستور ملک اسکا پردہ مین رہنا واجبات سے ہی انتہا درجہ اسکو پڑھنے کے
واسطے ۷ برس کی عمر تک مہلت نصیب ہوتی ہی اور یہ مدت تعلیم دو سال ابتدائی تعلیم
سے شمار کیجاتی ہی بیاہ ہوجانے کے بعد پھر اسکو کوئی موقع تعلیم کا نہین ملتا افلاس
جو ہمارے ملک پر محیط ہو رہا ہی وہ آگے کی تعلیم کا سامان مہیا نہین ہونے دیتا دوم
مدارس سرکاری مین جو بغرض تعلیم نسوان جاری ہین سوائے جغرافیہ و تاریخ و حساب
کے کوئی ہنر یا پیشہ ایسا نہین سکھایا جاتا جو عورتون کو انکی گذر اوقات مین
مدد پہونچا سکے یہ امر تو ظاہر ہی کہ ہمارے ملک کی عورتین پردہ سے باہر نہین
نکل سکتین پھر غور کیا جائے کہ وہ مجرد جغرافیہ و تاریخ پڑھکر کیا فائدہ پا سکتی ہین
ہماری راے مین اگر عورت کو ۱۲ سال کی عمر تک تعلیم دیجاوے اور تعلیم علوم کیساتھ

کوئی ہنر مفید سکھایا جاوے انتظام خانہ داری بتایا جاوے اور بعد ۱۶ سال کے شادی کیجاوے تو ملک بہت جلد ترقی پا سکتا ہے خدا وہ دن ہمکو دکھائے کہ ہم اپنے ملک کو اپنی قوم کو شایستہ و مہذب دیکھیں اور عورتوں کو حلیۂ علم سے آراستہ پائیں جب ہم یہ تذکرہ لکھنے بیٹھے تو باوجود کوشش بسیار بہت کم عورتیں باعصمت و عفت ذی علم شاعرہ نظر آئیں اور اکثر عورات بازاری کو شاعرہ پایا ہم عورات بازاری کے پڑھے لکھے ہونے سے اپنے ملک میں تعلیم نسواں مروج ہونا خیال نہیں کرتے۔ ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ عورات پردہ نشین شعر گوئی کی جانب مائل ہوں اور نہ ہم اس بات سے خوش ہیں کہ عورات میں عشقیہ خیالات پیدا ہوں باغراض تذکرہ ہم صرف انکا کلام لکھتے ہیں۔ البتہ اگر ہمکو خوشی ہے تو اس بات کی ہے کہ بعض بعض عورتیں موزون طبع ہیں اور صاحب استعداد بھی ہیں ہمنے اس حصہ کو دو فصل پر منقسم کر دیا ہے فصل اول میں عورات بازاری کا ذکر ہے فصل دوم میں عورت پردہ نشین و باعفت و عصمت کا تذکرہ لکھا ہے ہمکو شرم آئی کہ ہم مثل دیگر تذکرہ نویسوں کے عورات بازاری و پردہ نشین کو ایک ہی طرح پر بلا امتیاز یاد کریں ہمنے اس حصہ میں اپنی اس شرط کو کہ تذکرہ میں شعرا ذی حیات کا کلام ہوگا اس لحاظ سے توڑ دیا کہ شاعرہ عورتیں بہت کم دستیاب ہوتیں ہمنے اس حصہ میں حتی الوسع کسی عورت کے خال و خط کی تعریف نہیں کی نہ ہمکو کسی کے حسن و جمال کی تفسیر کرنے سے مطلب تھا اب ہم تذکرہ شروع کرتے ہیں اور خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ تو ہماری زبان کو ہمارے ذہنوں کی رسائی کو ترقی دے ہمارے ملک کے مرد اور عورتوں میں تہذیب کا رنگ جما خیالات ناقصہ کو دور کر اور ہمارا اس تذکرہ کو حساد کی نظر سے بچا

فصل اول در ذکر عورات بازاری

اچپل تخلص مینگن جان طوائف۔

ہے عیش اسکے جی کو اجی غم بہت ہے یاں	شادی وہاں رچائی ہے ماتم بہت ہے یاں

ادا تخلص امیر بیگم عرف چھوٹی لکھنوی شاگرد مرزا عباس عکس لکھنوی

ہوگئی آسان مشکل دیکھنے وہ آئے جب — دوست دشمن کوئی بھی ٹھہرا نہیں مشکل کے پاس

مدتون صدمہ جدائی کے اٹھائے ای ادا — جان دینا ہی تو دیدو جاکے اس قاتل کے پاس

امراو تخلص امراو جان طوائف لکھنوی۔

نقاہت کو مری ناطاقتی مجبیر رولاتی ہے — ہنساتا ہے ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا

یہ دل جب سے کہ خلوتخانہ اس آئینہ رو کا ہے — ملا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

امراو تخلص امراو جان بنت امیر جان طوائف ساکن دہلی علی بخش والی مشہور ہے

آگئے امراو تیرے دن اچھے — دن بدن مفلسی جو گھٹتی ہے

امیر تخلص امیر جان طوائف دہلی مادر امراو جان مذکور الصدر کی ہے

غصہ سے چہرہ میرا گل نار ہوگیا — بس بار مجکو طعنۂ اغیار ہوگیا

امیر تخلص امیر بخش طوائف باشندۂ پورنیہ واقع بنگال۔

کھلگیا راز شہان بیٹھے ہی اک ساغر عشق — اب شرب لینگے غافل ترے ہشیار دن ہم

عرصۂ محشر مین اسکا قرب بھی ملجائیگا — اپنی جا ہم ڈھونڈھ لینگے صاحب محفل کے پاس

امیر تخلص امیر بیگم طوائف ساکنۂ لکھنو عمدہ رقاصہ و مطربہ شہرۂ آفاق ہے۔

جدھر کے دیکھنے سے جان زار جاتی ہے — اسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے

یہ بغض تھا کہ یہ چھوڑا تمہارے کوچے مین — صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے

یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا — نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بستی تخلص بستی بیگم رقاصۂ اکبرآبادی۔

بستی ضرور چاہیے اسباب ظاہری — دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوے ہین

بنو تخلص بنو لالے خانگی دہلوی گلاب سنگھ آشفتہ کی معشوقہ تھی آشفتہ اسکی مفارقت مین اپنا گلا کاٹ کر مرگیا یہ بھی بعد مرگ اسکے کسی سے ملتفت نہوئی اور چھ مہینے بعد

ساتھ ہم لیگئے سرمایہ عدم کو اپنا	درد دل دیتے گئے سوز جگر کیا کرتے
جدا نہ غم سے رہا زیر آسمان کوئی	بچا نہ ہاتھ سے اس پیر کے جوان کوئی
دنیا مین مثل خواب ہماری حیات ہی	کیونکر خیال یار نہ پیش نظر رہے
تاریکی عمل سے کیا گور مین مقام	منزل مین شب ہوئی تو سر راہ مین اتر رہے
بیکس رہا ج بعد مرگ بھی غم ساتھ چلو	بہتر ہی پاس اپنے جو زاد سفر رہے

پیاری تخلص پیاری جان ساکنہ دادھوان رنگ محل متعلقہ گجرات۔

کچھ نہ پوچھو اشتیاق وقت نزع	دو قدم جاتی ہی پھر آتی ہی روح

تسلی تخلص منا جان باشندہ کرنال۔

ای تسلی ترا دل چھین لیا ہی کسنے	ہاتھ سینہ پہ دھر کر گور مین کیون جاتی ہی

جانی تخلص صاحب جان فرخ آباد کی رہنے والی طوائف ہو دلی مین بھی کچھ روزون رہی

حال جانبازی کا مین کس سے کہون	جس سے کہتی ہون وہی ہنستا ہی
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا	ایک بوسہ پہ لیلو سستا ہی

جعفری تخلص مسماۃ جعفری طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد منشی فدا حسین فضا بالفعل کلکتہ مین مقیم ہی۔

منھ کو آجائے کلیجہ ضبط کی طاقت نہو	گر ہمارا دل رہے دم بھر کسی دلبر کے پاس

چندا طوائف باشندہ دکن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کے عہد مین تھی میر محمد جان ایمان سے مشورۂ سخن رکھتی تیر اندازی و نیزہ بازی مین مثل ذکور کے مہارات کامل رکھتی اور شعرا کی قدر کرتی تھی کئی سو سپاہی اور چند شاعر اسکے نوکر تھے عورتون مین سب سے پہلے اردو مین اسی عورت نے اپنا دیوان جمع کیا تھا مگر افسوس کہ وہ دیوان آج کل نہین ملتا چند تذکرون مین وہی شعر اسکے نظر آئے مین بھی وہی لکھتا ہون طبقات الشعرا سے ظاہر ہوتا ہی کہ ۱۲۱۳ھ مین اسنے اپنا دیوان کسی انگریز کے نذر کیا تھا جو کتب خانہ سرکاری واقع لندن مین موجود ہی

اخلاق سے تو اپنے واقف جہان ہوگا
پر آپ کو غلط کچھ اپنا گمان ہوگا

اک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو
پر کیا کرون کہ تیرا منھ درمیان ہوگا

چھوٹی تخلص مسماۃ چھوٹی طوائف لکھنوی دربار مہاراجہ الور مین ملازم ہی—

یار میرے ہاتھ آیا اسقدر چالاک ہی
جسکی چالاکی کے آگے برق بھی غمناک ہی

حجاب تخلص ہی باقی عرف منجھلی طوائف ساکنہ کلکتہ محلہ کولوٹولہ شاگرد مولوی عصمت اللہ الشیخ ارشد تلمیذ مولوی عبد الغفور خان نساخ کم عمر صاحب طبع سلیم ہی تہذیب و اخلاق مین انتخاب علوم مروجہ سے ماہر ہی فن موسیقی اچھا جانتی ہی شعر گوئی کی جانب طبیعت زیادہ مائل ہی ریاست رامپور مین بھی آئی تھی—

عدو کے کہنے سے مجھکو ذلیل و خوار کیا
سزا یہ اسکی ہی مین نے جو تمکو پیار کیا

کہونگا داور محشر کے آگے حشر مین بھی
کہ عمر بھر اسی کافر کو مین نے پیار کیا

ہم اوس پیچ مین آتے ہین انکی باتون کے
انھون نے وعدہ کیا ہمنے اعتبار کیا

بتا تو چرخ بھلا اس سے تجکو کیا حاصل
کسی کا شیوۂ ذاتی جو اختیار کیا

مزا یہی ہی کہ طرفین سے ہو بیچینی
مرے تڑپنے نے انکو بھی بیقرار کیا

اک دم بھی کسی کروٹ نہین ملتا آرام
ہاے بیچین ہین ہم درد جگر سے کیا کیا

آنسے کہدو کہ ہمین تمسے یہ امید نہ تھی
وعدہ ہمسے ہو رہو غیر کے گھر وصل کی رات

حال حجاب قابل شرح و بیان نہین
آنسو نہ تھمنکے یہ وہ داستان نہین

وہ اور میرے گھر مین چلے آئین خود بخود
سر پر مرے حجاب مگر آسمان نہین

رقیب نے اسے رسوا کیا سر محفل
غضب تو یہ ہی کہ اسپر بھی شرمسار نہین

گلستان مین آج پھر سیر یار آنے کو ہی
مژدہ باد اے بلبلو فصل بہار آنے کو ہی

دھوم ہی گھر مین ہمارے یار آتا ہی حجاب
ہو استقبال لب پر جان زار آنے کو ہی

کیا تماشا ہی کہ لیکر آئینہ کو ہاتھ مین
دیکھکر زلفین وہ اپنی آپ بل کھانے لگے

پھر تصور کاکل جانان کا مجکو آگیا — سینۂ مجروح پہ پھر دو سانپ لہرانے لگے
شوخ ہو بیباک ہو سفاک ہو چالاک ہو — کیون شب ظلمت مین مجسے آپ شرمانے لگے

حجاب تخلص نبی جان طوائف باشندۂ ناپور ضلع میرٹھ بنارس مین رہتی تھی —

نکلے نہ کیونکر بھلا منھ سے صدا واہ واہ — نام خدا ای صنم تیری ادا واہ واہ

حسن تخلص گنا جان طوائف ساکنۂ دربھنگہ واقع بنگال ہر بھی تخلص کرتی ہے

یا الٰہی کیا ہوے وہ میرے داغ آرزو — کچھ اندھیرا سا نظر آتا ہی مجکو دل کے پاس
قاصد لیلی بنا تھا نجد مین شور جرس — قیس آیا ہے طلب کب پردۂ محمل کے پاس

حسن تخلص وزیر جان بہنت گوہر جان طوائف ساکنہ پٹنہ نالہ واقع لکھنؤ

نالۂ سوزان جو کھینچے روکے مین نے ہجر مین — رشک سے بجلی جلی شرمندہ ابر تر ہوا
وہ مریض غم ہون مین جسکو دوا آئے نہ راس — سر پہ جب صندل لگایا اور درد سر ہوا

حسینی تخلص مسماۃ اختر جان طوائف باشندۂ حجی لور مقیم آگرہ —

جسوقت تک وہ بزم مین پیش نظر رہے — ہم اپنا دونون ہاتھون سے تھامے جگر رہے
صحرا نوردیون کا بہانہ تو خوب ہے — اچھا ہی سر مین زلف کا سودا اگر رہے
جلاد تیغ ناز کو جسدم علم کرے — شرط نیاز یہ ہی کہ قدمو نپہ سر رہے

حشمت تخلص وزیر جان طوائف ساکنہ چہار گنج مضاف دہلی شاگرد منشی سید احمد نگہت دہلوی

منھ کہین پھیر نہ دے ای قاتل تیری تلوار کا — خون یہ چاٹے نہ جب تک بے گنہ دو چار کا
لامکان تک جا چکی ہی بارہا آہ رسا — پھاندنا مشکل نہین کچھ آپکی دیوار کا
مین وہ صابر ہون کیا ہین نے نہ شکوہ آج تک — چرخ کے ہاتھون سے کیا کیا کچھ نہ مجپر ہو گیا
لیگیا پیغام اپنا بنکے قاصد یار تک — مرغ دل ہی بارہا اپنا کبوتر ہو گیا

حنا تخلص محمدی جان شاگرد سید الطاف حسین شید ا ساکن مرزاپور

جو کھا ئین عاشق ابرو تو تیغ قاتل کی — ہلال بنکے لپٹنے لگی گریبان سے

لڑی ہین اشک کے قطروں سے اسلیے آنکھین
گہر نکال لے کوئی نہ جیب داماں سے

جلو مین لاش کے قاتل بھی ہی پیادہ پا
کٹا کے سر کو چلے مین ہزار سامان سے

حور تخلص مناجان نامے طوائف لکھنؤ شاگرد محمد رضا متخلص بہ طور باشندۂ لکھنؤ

جو پہنا پاؤن مین سونے کا توڑا ای پری تونے
مسلسل پاے دلوانہ ہوا زنجیر آہن سے

بدی کی جسنے ہمسے ہمنے اُسکے ساتھ نیکی کی
ہماری خو یہی ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

حور تخلص نوروزجان طوائف ساکنہ لکھنؤ بالفعل کلکتہ مین رہتی ہے

بعد میرے رحم آیا بھی تو کیا ای بیوفا
مین نے مانا قبر پر آئے تو کیا حاصل ہوا

حیا تخلص چھوٹی طوائف شاگرد سید الطاف حسین شیدا مرزاپوری۔

ہوا ہی ابر کا دم بند چشم گریان سے
جلی ہی برق بھی کیا کیا نہ آہ سوزان سے

حیا سے رات کے پردہ مین منھ چھپا بیٹھے
مقابلہ کو اُٹھے وہ جو ماہ تابان سے

خورشید تخلص خورشید جان طوائف ساکنہ کانپور مقیم کلکتہ شاگرد حافظ احمد امین کانپوری

اُس بتِ کمسن کی شوخی بھی ادا سے کم نہین
لیکے دل کو پوچھتا ہی کیون ترا دل کیا ہوا

خون تو میرا گریبان گیر ہی ای بیخودی
چھوٹ گیا گر ہاتھ سے دامانِ قاتل کیا ہوا

ہم تڑپتے ہین تو ہنس ہنس کے یہ فرماتے ہین
کیا ہوا تھا یہ ترا دردِ جگر وصل کی رات

دلبر تخلص چھوٹی بیگم طوائف حیدرآبادی۔

ہر روز جو تم روٹھ کے تیوری ہو بدلتے
بیجا تو ہمین ناز اُٹھانا نہین آتا

ہی چوکھٹ آپکی اور سر ہمارا
قیامت تک یہین ٹکرائینگے ہم

زہرہ تخلص نصیبن نامے گاین دربار شاہ دہلی مخاطب بہ خطاب زہرہ تھی —

بوسہ دینگے نہ وہ سمجھے زہرہ
منھ لگاتا ہی کون سائل کو

دل کسے مین ہو تو کاہیکو کوئی بیتاب ہو
ساغرِ خون کسلیے یہ دیدۂ پُر آب ہو

باغ ہو آب روان ہو اور شبِ مہتاب ہو
ساقی مہوش ہوی ہو جلسۂ احباب ہو

زہرہ تخلص منی بائی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن کلکتہ ہی مولوی عبد الغفور خان نساخ سے مشورۂ سخن رکھتی ہی اب منہیات شرعیہ سے تائب ہوکر گوشہ نشینی قبول کی ہی جزاہ اللہ۔

دل ہمارا درد کا پتلا بنا ای ہمین
ہی تصور روبرو ہمدم جو اس بت بے پیر کا

کیا کسی مہوش کا زہرہ اسکو بھی ہی انتظار
دیدۂ عاشق کی صورت ہی جو حیران آئینہ

روتے ہین سر ٹیکتے ہین زندگی اک عذاب ہی
جب نہ ملے وہ جان جان کیون نہو دل کو بیکلی

زہرہ تخلص کوئی طوائف انبالہ کی رہنے والی ہی نام معلوم نہین ہوا چند شعر اسکے تذکرۂ چمن انداز مرتبہ مولانا منشی درگا پرشاد نادر دہلوی سے انتخاب کرکے یہان لکھے جاتے ہین

اب تمھارا جان نثار اب مرچلا
دیکھنے جاؤ خدا کے واسطے

غیر سے ملکر نہ چار آنکھین کرو
کچھ تو شرماؤ خدا کے واسطے

زہرہ تخلص مسماۃ لطیفن طوائف ساکنہ کرنال شاگرد مولوی ظہور علی ظہور دہلوی فارسی مع قواعد جانتی تھی اور زبان فارسی مین بہ فصاحت گفتگو کرتی تھی۔

دو پر تو کیا تھے ہوتے اگر دو ہزار پر
پروانہ گرتا شمع پہ سارے نثار پر

پاس ممسک کے دھرا ہی گنج زر اسطرح
جسطرح پتھر دھرا ہو کوئی پتھر کے پاس

زہرہ تخلص امراؤ جان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس لکھنوی نو عمر و طبیعت دار عورت ہی بازار چوک لکھنؤ مین رہتی ہی سنا ہی ایک مختصر دیوان بھی جمع کیا ہی شعر گوئی کا شوق زیادہ ہی

اپنی اپنی ہر ایک کہتا ہی
کوئی میرا نہ مدعا سمجھا

ہائے بے فائدہ خراب ہوا
عشق کی مین نہ انتہا سمجھا

پہونچتا نہین کچھ کام بھی اس پردہ نشین سے
آیا نہین جاتا تو بلایا نہین جاتا۔

کچھ آج عجب حال ہی سینہ مین جگر کا
سامان اب اچھا نہین پایا نہین جاتا

سمجھا جاتا ہے باوجودیکہ اہل اسلام مین شرعًا اور اہل ہنود مین بھی نکاح ثانی بیوہ کا جائز ہے مگر ہمارے ملک کے نادان و کج فہم بیوہ کا نکاح ثانی ناجائز سمجھتے مین اور اس امر پر مطلق خیال نہیں کرتے کہ اُنکے بیوہ رہنے سے کیا کیا خراب نتیجے پیدا ہوتے ہین اور اُن نتایج ناقصہ کا اثر کہانتک پہنچتا ہے کیا خوب ہو جو یہ مذموم رسم ہمارے ملک سے ناپید ہو ہرچند دل چاہتا ہے کہ اس بحث خاص کی نسبت کچھ زیادہ تحریر کرون مگر پھر یہ خیال آتا ہے کہ یہ تو تذکرہ شعرا ہے اس مضمون کو ملتوی رکھون اور کسی مقام پر اسکا اعادہ کرون الغرض خیال آخر الذکر غالب رہا اب اس بحث کو یہان ہی ناتمام رکھکر سردار کے اشعار سناتا ہون یہ شاعرہ ناخواندہ ہے

لگایا گل سے جو دل کو تو نے سمجھ لے دل مین تو اپنے بلبل
ہین چند روزہ بہار کے دن یہ گل تو ہو رہے خزان کا

آتی نہین ہے نیند شب ہجر مین مجھے
ہے کوئی ایسا اُس سے مرا پھیر لائے دل

فریاد کر رہا ہون مین گھڑیال کیطرح
یارب وہ خود جلے جو ہمارا جلائے دل

نہ لگی پھر آنکھ سحر تلک مجھے یاد اپنی لا کے
مرے پاس سے وہ چلے گئے مرے دل کو لے گئے ہائے

ہمتو عاشق اُسی کے ہو بیٹھے
دل سے صبر و قرار کھو بیٹھے

صورت اُسکی نظر نہ آئیگی
دل ہی دل مین کڑھا کر رو بیٹھے

شباب تخلص مسماۃ حسین باندی طوائف ہمشیرہ خورد محمدی جان خاشا گرد سید الطاف حسین رشید ساکن مرزاپور۔

اللہ رے اشتیاق کسی کا لپس فنا
آنکھین کھلی ہین دیدۂ بیدار کیطرح

تیور اُدھر چڑھے تو ادھر ہم فنا ہوئے
نازک مزاج ہم بھی ہین سرکار کیطرح

شباب تخلص محمدی جان طوائف باشندۂ کلکتہ شاگرد منشی عبد الرحیم ابد نازک طبع و صاحب طبع سلیم عورت ہے۔

آج کسکی دلربائی نے دیا تجکو فریب
ہو گیا ہے بیخودی مین محو اے دل کیا ہوا

ہو گئی ہے زندگی آخر گناہون مین مری
ہاتھ خالی ہے مرا زادِ سفر کچھ بھی نہین۔

انکی باتون مین خدا کے لیے آنا نہ شباب
حسرتین دل مین رہین خواب مین ہی وہ دم صبح
بولے شوخی سے دکھا کر مجھے زلفین اپنی
سر سے پا تک کہ جو ہو نور کے سانچے مین ڈھلا
عشق مین جان کے دشمن کو مسیحا سمجھے
بھیجدے گر ملک الموت کو بالین پہ کوئی
کچھ رحم کرتی ہی شب فرقت مین تیری یاد
ہنسکر رولا دیا کبھی رو کر ہنسا دیا

یہ حسینان جہان کس سے وفا کرتے ہین
ناخدا مین اسے بیدار کرون یا نہ کرون
اسمین ہین تجھکو گرفتار کرون یا نہ کرون
ای شباب اسکو بھلا پیار کرون یا نہ کرون
اور پھر دل مین سمجھتے ہین ہم اچھا سمجھے
تیرا بیمار اسے رشک مسیحا سمجھے
کچھ مہربان سحر مین تیرا خیال ہی
ای فتنہ ساز دونون مین تجھکو کمال ہی

شرارت تخلص امیر جان بنت چھوٹے خان تخین باشندہ دہلی میان امیر خان منیر اکبر آبادی کے فیض تلمذ سے سلیقہ شاعری بہم پہونچایا ہی گاتی و ناچتی خوب ہے متھرا و آگرہ و ٹونک وغیرہ کی بھی سیر کی ہی

ایسی مجھپر رات مشکل فرقت قاتل نے کی
آرزوے بوسہ گر دل مین کسی سائل نے کی
سیکڑون منزل عدم سے آگے وحشت لیگئی
دور تھی لیکن ہمارے ضعف پر کچھ رحم کر
بس نہین چلتا ہی یارب کیا کرین ناچار ہین
ایسے دریاے بلا مین غرق ہی کشتی مری
اسکو تم جوہر نہ سمجھو اپنے رہنے کے لیے
گرمی سوز جگر سے ہو گیا ہون جل کے خاک

ساتھ میرے صبح مر مر کر مری مشکل نے کی
ہو گئی تدبیر در پردہ لب کے سلنے کی
خاک اب عنقا کریگا فکر میرے ملنے کی
پیشوائی سیکڑون منزل مری منزل نے کی
جو نہ کرنی تھی ہمارے ساتھ وہ اس دل نے کی
توبہ جسکے نام سے ای ناخدا ساحل نے کی
تیغ قاتل مین جگہ خون رگ بسمل نے کی
یہ شرارت آتشین رخسار سے قاتل نے کی

شرفن تخلص اور نام ایک کانپوری رقاصہ کا ہی

یاد رکھنا خود بخود طبقہ الٹ دیگا وہین
کوچۂ سفاک مین تڑپا اگر بسمل گیا

ڈھونڈھتا ہون کب سے دل کو کچھ پتا لگتا نہین / اشکنا کے پیلے مین شاید دل بھی اپنا رل گیا

شرم تخلص امامی جان طوائف ساکنہ چوک لکھنؤ زیر اکبری دروازہ

جو خوش ہوے تو بغیر التجا ہی وعدۂ وصل / جو ضد پہ آئے تو پھر کیسا ہزار بار نہین

اثر خاک لحد یہ ہی کہ چھو جانے سے / مرض ہجر کے بیمار شفا پاتے ہین

شرم تخلص چھوٹی طوائف ساکنہ لکھنؤ کلکتہ بھی ہو آئی ہے

مرے زندہ ہو گئے پازیب کی جھنکار سے / ہر قدم پر شور برپا ہی تری رفتار سے

یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے / کہ خورشید آنکھون کا تارا ہوا ہے

ملے غیر سے یار آنکھون کے آگے / مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شریر تخلص چکن طوائف بنت بندا طوائف ساکنہ بلیسر ضلع ایٹہ بالفعل علیگڈہ مین رہتی اور مرزا امیر بیگ متخلص بہ میرزا دہلوی سے اصلاح سخن حاصل کرتی ہے

شریر ایسا کچھ افسون پڑھ کہ شوخی قید ہو جائے / غزالان حرم سے اُتر کے چشم یار مین آئے

شوخ تخلص مولا جان طوائف کانپوری مقیم کلکتہ شاگرد منشی عبدالرحیم ایک شعر خوب کہتی پڑھتی ہے

غش مجھے آیا تو گھبرا کے یہ کہتا ہے وہ شوخ / میرے عاشق میرے شیدا میرے بسمل کیا ہوا

کسکی حیرت کا تصور سے بندھ گیا / آج کیون چپ صورت تصویر ہو

سکتے ہین ملنا تو کچھ مشکل نہین / ہان تمھاری آہ مین تاثیر ہو

بے بلائے وہ چلے آئین یہان / دوستو ایسی کوئی تدبیر ہو

ناتوان ہین غیرون کے دکھانے کے لیے / اے کس ناز سے ٹھکراتے ہین تربت میری

دل ہی مشتاق ہے کیون مفت دیے دیتا ہون / ہون تو ناچیز مگر دیکھیے ہمت میری

شوق تخلص کریم بخش طوائف ساکنہ موضع مرتضے پور ضلع امراوتی واقع دکن شاگرد منشی بسم اللہ خان بسمل ـ

فرقت یار میں اسقدر روتا رہا	اشک چشم تر سے بہکر سیل دریا ہو گیا

شیریں تخلص شیریں جان طوایف ساکنہ لکھنو مقیم کلکتہ

دیر سے ہم سر جھکائے منتظر ہیں تیغ کے	دست و بازو کو ترے اے تشنہ قاتل کیا ہوا
رات باقی ہے ٹھہر جا ابھی جلدی کیا ہے	دل شیدا مجھے بیتاب نکر وصل کی رات

شیریں تخلص بیگا نام طوایف باشندہ لکھنو پہلے میر محمدی شیر سے اصلاح سخن حاصل کی بعدہ شیخ امداد علی بحر لکھنوی کے فیض تلمذ سے مستفیض ہو کر صاحب دیوان ہوئی

اسنے جب مستی لگائی اور جوبن ہو گیا	برگ گل اعجاز لب سے برگ سوسن ہو گیا
تخت دل آکے شاخ مژگان پہ	نخل الفت کا یہ ثمر دیکھا
دہن یار کا بوسہ نہیں ملتا دل کو	چشمہ آب بقا ہے سکندر بیتاب
ہو گئی ہے ہمیں زلف و ابرو کی الفت	مقدر میں تھی سانپ بچھو کی الفت
چلتے ہیں گیسو پہ افشاں کے ذرے	ہوئی شاخ سنبل کو جگنو کی الفت
کیونکر رہیں حواس جو قابو سے جا کے دل	ای کاش موت آئے کسی پر نہ آئے دل
باتیں وہ دلفریب ادائیں وہ دلربا	ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل
کیونکر اسے نکال کے سینے سے پھینک دیں	زلفوں میں پھر کسی کی نہ مجکو پھنسائے دل
الفت بھی چاہیے تو ذرا دیکھ بھال کے	ہر شعلہ رو کو چاہیے تو جلتے ہیں جا کے دل
بے مہر و بے مروت و نا آشنا ہو تم	تم سے خدا نخواستہ کوئی لگائے دل
خدا جانے کیا دل میں ہے بدگمانی	مرے ہاتھ کا پان کھاتے نہیں ہو

شیریں تخلص شیریں وحید نام لکھنوی فی البدیہہ شعر کہتی ہے رقص و سرود میں کمال رکھتی ہے

فصل گل آئی ہے اے دست جنون دھیان رہے	شکر ہے دامن ہو سلامت نہ گریبان رہے
تیری صورت پہ نظر ہو ترے قدموں پہ ہو سر	تیری الفت میں مرا دل مرا ایمان رہے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ نام طوایف پورب کی رہنے والی قبل از بلوغ

۱۸۵۷ء بیمار ہوکر دہلی مین پہونچی حکیم مومن خان مومن دہلوی سے خواستگار معالجہ ہوئی حکیم صاحب اُسکے دیکھتے ہی خود مریض عشق ہوگئے اور محبوبہ کے شربت وصال سے سیر ہوے بعد ایک سال یہ دلربا لکھنؤ چلی گئی گاہ گاہ شعر بھی کہتی تھی اور اپنے طالب کے فیض تلمذ سے بہرہ ور تھی۔

گنہ گیا صنم کے زنار سے ہین زاہد — یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہین آ کے سینے پیرہن یوسفی کے بند — ملی کمر رکھے نسیم سے کہہ دو قبا کے گل
نظر ہی جانب اغیار دیکھیے کب ہو — پھری ہی مجھسے نظر یار دیکھیے کیا ہو

صنم تخلص درگا نامے طوایف ساکنہ اکبرآباد درگا بائی مشہور ہی اور شاہدان بازاری آگرہ مین متمول وخلیق شمار ہوتی ہی۔

چھپایا گر رخ پر نور اپنا — جیے گا طالب دیدار کیونکر

صنم تخلص فہیمن طوایف پنجابی مقیم کلکتہ شاگرد غلام بھیک خان۔

چھپا گلین یار کی کرتی ہین قیامت برپا — سیکڑون بار سجاتی ہین سحر وصل کی رات

صنوبر تخلص چھوٹی طوایف ساکنہ جالندھر دہلی مین فوت ہوئی۔

زندگی تک کے یار ہین وہ لوگ — مر گئے پر یہ آشنا کسکے
دل نہ دے انکو تو خدا کو مان — ای صنوبر یہ بت بھلا کسکے

عزیز تخلص عزیز طوایف ساکنہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین۔

تم نہ دیکھوگے کو ہمین اک بار — ہم تمھین بار بار دیکھینگے

عمدہ ونامے طوایف دہلوی۔

غنچہ کو رنگ گل کو دکھا مالی سے کہدو — تصویر مین کھینچے دہن ایسا کمر ایسی

فاطمہ تخلص فاطمہ بیگم باشندۂ آگرہ۔

نازک دماغ وہ ہین تو یان بھی ہی تمکنت — ہم خود بھی ایسے ہین کہ منایا نہ جائیگا

[۱۰۵] فرحت تخلص فرحت بیگم شاہد بازاری فیض آباد کی رہنی والی ہی۔

مین جلون اور کرے غیرت یون گرم نقل پا — دل مین ٹھنڈک ہو کے تو بھی نہ جب مجھا

دل لگا یا ہی تیری زلف رسا سے کچھ ہو — سانپ کو چھیڑ لیا اب تو بلا سے کچھ ہو

مین نہ چھوڑونگا سر زلف بتان ای ناصح — میری کیا تجھکو پڑی تیری بلا سے کچھ ہو

[۱۰۶] فرح تخلص فرح بخش طوائف ساکنۂ کانتھہ۔

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہی — نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہی

[۱۰۷] فریدن تخلص فریدن نامے طوائف ساکنۂ میرٹھہ دہلی مین کچھ عرصہ رہی تھی حافظ عبد الرحمان خان احسان کی شاگرد تھی۔

ایک ہی زبان رکھو تو ہمکو زبان دو — کرتی ہی رو سیاہ قلم کو زبان دو

[۱۰۸] قائل تخلص محبوبہ جان طوائف فیروز آبادی۔

صدا جو جھانجھ کی پہونچی ہمارے کانون مین — تو شوق دل نے نکالا مزار سے ہمکو

فقیر عشق ہین قائل خدا کے بندے ہین — امید وصل ہی پروردگار سے ہمکو

[۱۰۹] کمن تخلص کمن نامے بھنگیرن باشندۂ بازار بھرتپور۔

آہ مین ہوتی اگر حضرت شبیر کے ساتھ — مارتی شمر موے کو کسی تدبیر کے ساتھ

[۱۱۰] گنا تخلص گنا جان لکھنوی۔

یقین کیجیے دولت سرا مین بار نہین — دل طپیدہ کو پہلو مین جو قرار نہین

بنا یا مجکو زمانہ نے آخرش ہی رنگ — کیا نہ کوئی یار و نے مجھے پیار نہین

[۱۱۱] گل تخلص نواب جان طوائف ساکنۂ آرہ ضلع شاہ آباد واقع بنگال۔

کیون شب ہجر کا دھوکا نہو میرے دل کو — کھل کے زلف آئے ہی تیری رخ پہ اگر وصل کی رات

[۱۱۲] گوہر تخلص گوہر نامے طوائف باشندۂ لکھنؤ مقیم گوالیار۔

ای فلک اس ظلم سے کیا بڑھگیا تیرا عروج — خاک مین ہمکو ملا یا تجھکو حاصل کیا ہوا

ہی تجاہل خون ناحق کے چھپانے کے لیے … اپنے بسمل سے جو خود لپٹا ہی قاتل کیا ہوا

گوہر تخلص گوہر طوایف ساکنہ پرتاب گڈھ ملک اودھ۔

واعظو ہم سے کیون تنفر ہی … صنع پروردگار ہین ہم بھی
آبرو کیون نہ ہو عزیز ہمین … گوہر آبدار ہین ہم بھی

گوہر تخلص لعل بے بہا نامے طوایف باشندۂ لکھنؤ۔ خدا جانے یہ وہی گوہر ہی جو بالفعل گوالیار مین ہی یا دوسری۔

تھا ابھی ذکر تمھارا کہ ابھی تم آئے … میری تاثیر زبان کھینچ کے لے آئی ہی
مژدہ ای شوق ہم آغوش کہ جاگے ہین نصیب … لیکے انگڑائی وہ کہتے ہین کہ نیند آئی ہی
راہ مین مل گیا بتخانہ بھلے کو زاہد … کعبہ کو جا ہی چکا تھا ترے بہکانے سے

گیتی آرا تخلص و نام شاہد بازاری پہاڑ گنج واقع دہلی کا ہی۔

ہمنشین ہین وہ کہان کوئی ٹھکانا نہ رہا … یا ہمین وہ نہ رہے یا وہ زمانہ نہ رہا

لطیف تخلص اللہ جوائی طوایف ساکنہ پٹنہ فی الحال علیگڈھ مین مقیم ہی۔

آنے کا اس پری کے مجھے اشتباہ ہی … دروازہ کیطرف مری ہر دم نگاہ ہی

ماہ تخلص منجھلی بیگم ساکنہ دہلی۔

ماہ نا دیدہ ہوا جاتا ہی ابرو دیکھکر … دیکھ لو بنکر کے نکلا آج وہ شکل ہلال

ماہ تخلص ایک طوایف لکھنوی کا ہی۔

کاکل پیچان مین میرے دل کو گرفتار کر چلے … کالی بلا سے ہاے اسے مار کر چلے

ماہ لقا تخلص ماہ لقا نامے طوایف ساکنہ حیدر آباد دکن راجہ چندو لال کھتری کی سرکار مین ملازم تھی۔

پہلے ہی سے چلا کے مرے دل کو ستا کر … ای مرغ سحر چپ رہ ابھی رات بڑی ہی

مخمور تخلص حسینی جان عرف بائی حسینی طوایف ساکنہ بنارس محلہ دال منڈی

کہا یہ دیکھ جنازہ کو یار نے کاندھا / سفر ہی دور کا یارو قدم بڑھائے ہوئے

قرار و صبر و حواس و دل و جگر چھوٹے / تمہارے عشق مین اپنے جو تھے پرائے ہوئے

شہید ہم ہین ہمین احتیاج غسل نہین / کسی کی تیغ کے پانی سے ہین نہائے ہوئے

اگر خدا کے نہ قہر و غضب کا خوف آئے / بتون کے عشق مین پیشتر خاک کیا نہ کرے

غریب تخلص زیبن طوائف شاگرد میر یوسف علی یوسف لکھنوی۔

ہو گئی ہی شام اب تو تیرے کوچے کے غریب / شب کی شب رہنے دے او ظالم خدا را گھر کہاں

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ۔

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت / رہا ہی اپنا گریبان بے رفو ہی یون

مشتری تخلص قمرن جان عرف جھجو متوطن خیرآباد ضلع سیتاپور مقیم لکھنؤ بازار چوک یہ رقاصہ خوش خط خوش فکر و خوش گلو ہی فن موسیقی سے ماہر اور آغا علی شمس لکھنوی کی شاگردی سے سرفراز ہی فارسی شعر بھی اچھا لکھتی ہی صاحب دیوان فارسی و اردو ہی۔

انقلاب سحر و شب کے تماشے دیکھے / گزرے ہین شعبدہ دہر نظر سے کیا کیا

قاتل کے ہاتھ پانون سے سرخی نہ جائیگی / خون شہید ناز ہی رنگ حنا نہین

پالا پڑا ہی کس بت بدخو سے ای خدا / اپنے سوا کسی کو جو پہچانتا نہین

اس وقت آپ میری عیادت کو آئے ہین / جب تن چکے گلے سے اترتی دوا نہین

ناحق ہین ناز حسن سے یہ بے نیازیان / بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہین

دم اخیر جو بسمل کی طرح دم پھڑکا / قضا کے بھیس مین آیا وہ فتنہ خو تو نہین

[illegible] کی تلاش کرین فرشتے / جانے کی وہان مجال بھی ہی

غفلت مین ہم آنکھو دیکھتے ہین / ہی خواب بھی کچھ خیال بھی ہی

ملے خاک مین جور گردون دون سے / مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے

کافی ہی رگ جان کے لیے نشتر مژگان / عاشق کو ترے حاجت فصاد نہین ہی

شاید کسی مغرور کا ہی آبلۂ دل
یہ گنبد چرخ ستم ایجاد نہین ہی

اس صفحۂ دل پر ہی تری آنکھ کا نقشہ
کھیچے نظری جسکو یہ وہ صاد نہین ہی

دل مین سمجھا چشم کا بیمار ہی
جسنے میری ناتوانی دیکھ لی

چھٹتی رہتی ہی تو مشکل تھی رہائی مجکو
سستی چھوٹی جو ترے ہاتھ سے مر کر چھوٹی

معشوق تخلص بی صاحبہ بیو دن ساکنہ کلکتہ بی سیرو تخلص سپہری کی ہمشیرہ ہی

ہجر مین پہلو کو خالی دیکھکر حیران ہی
پوچھتا ہی جان سے میرا جگر دل کیا ہوا

شغل تخلص مینا جان مشہور بہ شغل جان بنت امیر بیگم اہلی والی پہاڑی واقع دہلی پر رہتی ہی گلاب سنگھ کشمیری دہلوی کے نطفہ سے پیدا ہوئی گانے بجانے مین خوب مہارت رکھتی ہی خصوصاً ستار نوازی مین شہرۂ آفاق ہی

نعش خون آلودہ میری کیون نہین کی پایمال
پانون لگنے کو ترے کیا یہ حنا تھی مین نہ تھا

جب کہ اس قاتل نے قتل عام پر باندھی کمر
وائے ناکامی کہ ان خلق خدا تھی مین نہ تھا

زلف کے بوسہ پہ ناحق مجھسے برہم ہوگئے
یہ دل سودائی کی پیار سے خطا تھی مین نہ تھا

شاخ گل گلشن مین اسپر اسطرح دوڑے ہاتھ
ای شغل کیا تجھے اُس گل کا ساتھی مین نہ تھا

بیوفاؤن سے کیا وفا ہوگی
آشنائی نہ کر خدا سے ڈر

منو تخلص منو جان ساکنہ کرنال۔

تم سنو یا مت سنو ای جان من
پر دعا ہر صبح دیجاتے ہین ہم

مہر تخلص چینا جان عرف کالی ساکنہ کرنال۔

بوقت نزع بالین پر مرے آئے تو کیا آئے
دم آخر جو تمکو ایک دم دیکھا تو کیا دیکھا

ہمکو سینے سے لگانا چاہیے
غیر کی چھاتی جلانا چاہیے

مہک تخلص مکن طوائف لکھنوی شاگرد امداد حسین خان رضا لکھنوی۔

ہے ہنے اُن سے جو گلہ درد جدائی کا کیا
رو دیے تھام کے ہاتھون سے جگر وصل کی رات

قتل منظور اگر ہو تو چڑھاؤ ابرو
بس یہی ہی کیا کسی کی زلف مین
کون سوتا ہی گلے لپٹا ہوا

ہم تو مدت سے گلے ملتے ہین تلوارون سے
آج کچھ بہکی ہوئی آتی ہی روح
ناز کرتا دل ہی اٹھلاتی ہی روح

ناز تخلص گلاب طوائف ساکن آرہ ضلع شاہ آباد شاگرد خواجہ فخر الدین حسین سخن دہلوی۔

امید زیست کیا نفس واپسین ہی لب
فرقت تیغ نگاہ یار مین

پھر جذب دل دکھائیگا اپنا کمال کب
نیمجان کی طرح تڑپاتی ہی روح

نازش تخلص بندی جان طوائف عظیم آبادی علم انگریزی و فارسی مین اچھی مہارت ہی سوئی کا کام بھی خوب کرتی ہی حکیم آغا حسین ازل کی شاگرد ہی۔

شب وصل کرتے ہو عاشق سے حجت
ارے آسمان میرے نالون سے ڈر تو
بچھڑتا ہون مین یارون سے بھولا ہون منزل
وہ خنجر یہ سر دونون حاضر ہین اس دم

نکالا ہی تمنے یہ جھگڑا کہان کا
ارادہ یہ رکھتے ہین لا مکان کا
نشان دے کوئی اب مجھے کاروان کا
ارادہ ہو دل مین اگر امتحان کا

نازش تخلص اچھی بی طوائف ساکن لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا فدا حسین فضا۔

دل جل گیا حرارت داغ فراق سے
اس آفتاب حشر کا ہوگا زوال کب

ناز تخلص امراؤ جان طوائف ساکن سندیلہ ضلع ہردوئی مقیم خیر آباد ضلع سیتاپور بلا کی طبیعت پائی ہی کم سنی و کم استعدادی پر قیامت اٹھائی ہی۔

قید مین پڑ گئی گٹھری کس پر
کاش چھڑوائے مجھے کوئی کسے
لوٹتی پھرتی تھی قضا ہمراہ
مانا نکلے نہ آرزو نہ سہی

درد تھا نالہ سلاسل مین
شب ہجران بڑی ہی مشکل مین
کیا ادا تھی تمہارے بسمل مین
آرزو سے نکلے آئین تو دل مین

نہ رہا مین بات کسی کو گلہ سے مطلب کیا — عدو سے بحث ہی کچھ مجھسے گفتگو تو نہین

کچھ تبسم سا لب ناز پہ نیچی نظرین — کن اداؤن سے شب وصل وہ شرماتے ہین

جی بھر آیا بس اک نگاہ کے ساتھ — جوش حسرت اٹھا نگاہ کے ساتھ

دل کو بے درد چھیل کر نکلی — ٹکڑے ٹکڑے کچھ آئے آہ کے ساتھ

دیکھتے آنکھ سے کیون خون تمنا ہوتے — بات بنتی جو ہم آنکے لب گویا ہوتے

چھیڑتا ہے کسی کا ناوک ناز — گدگدی سی جگر مین اٹھتی ہے

ناز تخلص بی جان نامے طوائف ساکنہ فرخ آباد۔

زہرہ بلائین لینے لگی آسمان پر — توڑا لیا جو ناچ مین اسنے اٹھا کے ہاتھ

ناز تخلص لیتی آرا بیگم بنت گمانی خانم دہلوی نہایت شوخ مزاج و چالاک عورت ہے

تمھارے پاؤن کے ناخن کی ہمسری پاکر — ہلال لاکھ سر آسمان بنا بگڑا

ہمارے عیب لکھنے پر ہزارون جا دکرتے ہین — یہ انکی عین عنایت ہے کہ ہم ایزاد کرتے ہین

ہمنے دکھلا دیا کمال عشق — ابتدا ہی مین انتہا کر کے

غلط فہمی ہے اپنی آپ کو ہم باوفا سمجھے — بڑا دھوکا ہوا نا آشنا کو آشنا سمجھے

ناز تخلص امیر جان بنت گوہر جان طوائف ساکنہ لکھنؤ۔

اور مہمان ہون کوئی دم کا ذرا ٹھہرو تو — کیا چلے جاؤ گے اب چھوڑ کے بسمل مجھکو

گرمیان یار نے کین غیر سے میرے آگے — صفت شمع جلایا سر محفل مجھکو

نازان تخلص ننھی جان طوائف عرف چہل پل ساکنہ کلکتہ۔

ساتھ فرقت کی مصیبت مین کسی نے نہ دیا — ہان رفیق ایک جو نکلا تو مرا دل نکلا

پہلے اک غنچہ پژمردہ سمجھکر پھینکا — پھر تڑپتے ہوئے دیکھا تو مرا دل نکلا

نازک تخلص زینت جان دہلوی۔

ہے نالہ و زاری کا مری شور فلک تک — پردہ ہے بت گلفام کوئی کان دھرے ہے

نازک[۹۲] تخلص نتن جان نام مرزا شاہرخ بہادر مرحوم کی گانیون مین تھی پھر سنا جان طوائف کے ڈیرہ مین داخل ہوئی بڑی ہوشیار و فتنہ پرداز عورت ہی فارسی اچھی جانتی ہو

کہتا ہون مین خدا سے یہ اب ماجرائے دل	ایسا نہو کہ بیر اکسی بہت پر آئے دل
نازک شب فراق مین اتنا نہ روئیے	اشکون کی جا نکل نہ پڑین لخت ہائے دل

نجبن[۹۳] تخلص و نام ایک عورت بازاری دہلی کا ہی

ٹک دیکھیو بعد مرگ مرے انتظار کو	نرگس سے چھا لیا ہی ہمارے مزار کو

نزاکت[۹۴] تخلص ربجو نام طوائف باشندۂ نارنول نواب حاجی مصطفےٰ خان شیفتہ ایام شباب مین اس آفت روزگار پر مائل تھے بعدہ جب منہیات شرعی سے تائب ہوے اس سے بھی تعلق قطع کر دیا شیفتہ مرحوم کی صحبت نے اسکو شاعر بھی بنا دیا۔

بس کہ رہتا ہی یار آنکھون مین	ہی نظر بیقرار آنکھون مین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو	آگیا ہی غبار آنکھون مین
یاد آئے کمر جو گلشن مین	ہو رگ گل بھی خار آنکھون مین

پڑا ہی خون دل سر سے قدم تک جا بجا میرے	بنایا ہی مجھے گویا کہ خاک کوے قاتل سے
کیونکر نہ مین قربان ہون جب کہ ہی ناز سے	ہمکو جفا کا شوق ہی اہل وفا یان کون ہی
ہم نبرہی دشمن کو چھپاتا ہی تو قاصد	کہتا ہی کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نزاکت[۹۵] تخلص کندو نام بنت حسینی طوائف دہلوی میر واحد علی لکھنوی شگفتہ مقیم جیپور کی شاگرد ہی ستار عمدہ بجاتی ہی

خواہش دین نہ کام دنیا سے	مین طلبگار ہون تو تیرا ہون
نہ بوسہ رخ کا دیتے ہین نہ گیسو چھونے دیتے ہین	یون ہی اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین

نزاکت[۹۶] تخلص ایک شاہد بازاری مقیم بمبئی کا ہی

اسی سے ہی درد و الم عاشقون کو	یہ ہی نقش الفت مٹانے کے قابل

نقاب تخلص حسین بائی طوائف ساکنہ کالکہ چھوٹی بہن بی منی بائی حجاب تخلص کی ہر

نقاب اس بت سے تو ملنا نہ ہرگز
وہ ظالم ہی ستائیگا ترا دل

دور سے بزم جانان مین مین تنہا رہگیا
یہ نہ بولا ہاے کوئی ایک پیمانہ اسے

نورن تخلص مسماۃ نورن ساکنہ فرخ آباد۔

مارا تھا تری زلف نے کل جسکو گلبدن
باغ جہان سے آج وہ بیمار اٹھ گیا

نوشابہ تخلص امجدی جان ساکنہ رام پور ریلکھنڈ شاگرد میر صادق علی مائل۔

آسمان صبح کو عاشق سے عوض لیگا ضرور
جیسے لوٹے ہین مزے چار پہر وصل کی رات

وزیر تخلص وزیر بیگم طوائف ساکنہ خیر آباد ضلع سیتاپور۔

نہین جب ثبات دنیا تو مجھے ترا گلہ کیا
مرے ساتھ عہد کیونکر ترا استوار ہوتا

تجھے کب غفور کہتا کوئی ای کریم و راحم
کسے بخشتا جو کوئی نہ گنہگار ہوتا

یاد تخلص کسی دہلی کی شاہزادی کا تھا جو اپنی شامت اعمال سے زناکاری مین مصروف ہوگئی تھی بوجہ اسکے زانیہ ہونے کے کلام وحال اسکا اس جگہ لکھا گیا۔

عبث فکر درمان ہی ای اقربا
کہ اب یاد تو یان سے چلنے کو ہی

سرانجام غسل وکفن کر رکھو
تن زار سے جان نکلنے کو ہی

یاسمین تخلص تومن نام طوائف ساکنہ سہارنپور۔

دل مین میرے زخم ہی تیغ نگہ کا چارہ گر
فائدہ دیگا نہ پھایا مرہم زنگار کا

تیر نے تیرے اگر چاٹا نہین ہی میرا خون
سرخ ہی پھر کسلیے ظالم دہن سوفار کا

تپ کی شدت مین کسی زہرہ جبین کا تھا خیال
جو پڑا انتخالاب پر شل اختر ہوگیا

دل کی بیتابی نے رسوا کردیا ای یاسمین
تذکرہ اپنے جنون کا اب تو گھر گھر ہوگیا

فصل دوم تذکرہ عورات پردہ نشین وباعصمت بترتیب حروف تہجی

اختر تخلص نواب اختر محل رئیسہ دہلی خاندان تیموریہ مین نامی شہزادی ہی طبیعت عالی

و مضمون آفرین رکھتی ہی قدسی کی نعتیہ غزل کا خمسہ بھی عمدہ لکھا ہی جو رسالۂ موسوم بہ حدیث قدسی مین چھپا ہی ہین چند اشعار عاشقانہ لکھتا ہون۔

آستان پر ترے پیشانی کو گھستے گھستے / سر ہی غائب ہوا جس مین کہ ترا سودا تھا
آگ آہ شعلہ بار سے دل کو جلا دیا / لو آج ہمنے اسکا بھی جھگڑا مٹا دیا
لکھکر جو میرا نام زمین پر مٹا دیا / اُسکا تھا کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا
تقصیر یار کی نہ قصور عدو ہی کچھ / اختر ہمارے دل ہی نے ہمکو جلا دیا
تیغ نگاہ یار کا دونون پہ وار ہی / ٹکڑے اِدھر جگر ہی اُدھر دل فگار ہی

امراؤ تخلص حسینی بیگم ایک پردہ نشین دہلوی ہی۔

باغ عالم مین چھڑاتا تھا اگر اپنون سے / پہلے ہی سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
گرچہ منظور نہ تھی خانہ نشینی میری / تو مجھے ساکن ویرانہ بنایا ہوتا

بسم اللہ تخلص بسم اللہ بیگم ساکنۂ دہلی اسکی والدہ ولایت زا ہی اور یہ منشی انعام اللہ کے تلمذ سے سرفراز ہی۔

تیری الفت مین یہ حاصل ہوا ہی / کہ مضطر ہی دل گاہے تپان ہی
نہ کیجے ناز حسن عارضی پر / نہ سمجھو یہ بہارِ خزان ہی

بہو تخلص بہو بیگم زوجۂ نواب محمد یوسف علیخان مرحوم ناظم تخلص والی ریاست رامپور زاد ملکہ

شب بزم ملاقات مین ہر چند یہ چاہا / آنکھین تو لڑاؤن ذرا اُس رشک قمر سے
پر خوف یہی دل مین مرے آیا کہ ہی ہی / نازک ہی نہ دب جائے کہین بار نظر سے

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی میر صاحب دیوان تھی۔

برسون کمند گیسو مین گرفتار تو رکھا / پھر کہتے ہین کیا ہمنے تمہین مار تو رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی / ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص رشک محل پنجابن سلطان واجد علی شاہ بادشاہ سابق اودھ کی تھی

زوجہ ہی اور ہمرکاب سلطان موصوف کلکتہ مین مقیم ریختی لکھتی ہی۔

نندیون کی سسرال مین سنکو جا کام ــ نہین مجکو دوبھر ہو کہنا تمہارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو ــ یہ احسان ہو سر پر دوگانا تمہارا

پارسا تخلص پارسا نام دختر کلان نواب میرزا محمد تقی خان ہوس نیشاپوری لکھنوی تا حیات اپنی ناکتخدا باعصمت وعفت رہی نواب آصف الدولہ بہادر کے قرابت قریبہ رکھتی تھی

تن صورت حباب بنا اور بگڑ گیا ــ یہ قصر لاجواب بنا اور بگڑ گیا
چلتا نہین ہی ابلق ایام ایک چال ــ اکثر یہ بدرکاب بنا اور بگڑ گیا

ثریا تخلص ثریا بیگم زوجہ میرزا علیخان وظیفہ خوار شاہ دہلی جو بعد فوت اپنے شوہر کے آگرہ چلی گئی ہی اور اب شوق شعر گوئی بھی ترک کر دیا ہی۔

بتادین ہم تمہارے کاکل شبگون کو کیا سمجھے ــ سیہ بختی ہم اپنی یا اُسے کالی بلا سمجھے
جدھر دیکھا اُٹھا کر نیم بسمل کر دیا اُسکو ــ تری مژگان کو ہم سوفار پیکان قضا سمجھے

حجابی تخلص بیگم جان المعروف بہو بیگم دختر نواب فخر الدین خان ساکنہ لکھنؤ بیگمات اودھ مین ایک باسلیقہ اور سربرآوردہ عورت تھی شعر اچھا لکھتی اور استعداد ذہن البتہ شعر کہنے کی بھی رکھتی تھی۔

بیان مین کس سے کرون جا کے اسکے دل کا ــ یہ دل کا دل ہی مین ہو دیگا فیصلہ دل کا
نہین ٹانکے مرے زخم جگر پر ــ یہ اُسکا خندۂ دندان نما ہی
نہین ٹلتی کسی عنوان سر سے ــ شب غم بھی کوئی کالی بلا ہی

جعفری تخلص کاملہ بیگم نام شاگرد شاہ نصیر مرحوم ساکنہ دہلی اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی کے عہد مین تھی۔

ساقیا مجکو ترا ساغر پلانا یاد ہی ــ کلمۂ لا تقنطوا سے دل جھکانا یاد ہی
کہا منصور نے سولی پہ چڑھکر عشق بازونکے ــ یہ اُسکے بام کا زینہ ہی آئے جسکا جی چاہے

غرورِ حسن پہ ہمسے وہ ناحق جھانجھہ کرتا ہی ۔۔۔ یہ نوبت چند روزہ ہی بجے جسکا جی چاہے

جمعیت تخلص و نام ایک عیسائی عورت ساکنہ دہلی کا ہی جو ہیجر ارنسٹین صاحب کی زوجیت سے ممتاز ہی والدہ اسکی ہندوستانی اور باپ انگریز تھا یہ عورت انگریزی فارسی و بھاشا مین اچھی مہارت رکھتی ہی علم موسیقی سے واقف اور اردو بھاشا کی شاعر ہی۔

مقسوم کی خوبی ہی یہ قسمت کا ہی احسان ۔۔۔ رہتا ہی خفا مجھسے جو دلبر کئی دن سے
خدا کے روبرو جانا ندامت مجکو بھاری ہی ۔۔۔ کوئی نیکی نہ بن آئی اسی کی شرمساری ہی

حاتم تخلص کسی عورت پردہ نشین دہلوی کا ہی۔

دشمن کا شکوہ تم نہین سنتے نہین سہی ۔۔۔ میرا ہی غم سنو نہ اگر ناگوار ہو

حجاب تخلص عسکری بیگم لکھنوی ملا محمد زمان اصفہانی کی پوتی اور محمد علی خان مسیحا کی شاگرد ہی سابقاً اسکے مکان پر مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی مگر اب حجاب نے پردۂ حیا منھہ پر لیکر نکاح کر لیا ہی ایک غزل اسکی مشاعرۂ لکھنؤ مین جو باہتمام منشی نولکشور مالک مطبع اودھ اخبار منعقد ہوا تھا پڑھی گئی تھی جسکا ایک شعر درج ذیل ہی۔

رات کو آئینگے ہم صاف معمّا یہ ہی ۔۔۔ وعدۂ وصل کیا اسنے دکھا کر گیسو

حجاب تخلص ایک عورت پردہ نشین کا ہی جو دراصل کشمیری ہی اور فی الحال بمعیت اپنے شوہر کے بمبئی مین مقیم ہی۔

کیا جانے بھلا لذت دیدار کو اپنی ۔۔۔ جب تک کوئی یاد مین خونبار نہووے

حجاب تخلص نواب بیگم عرف چھوٹی بیگم دختر نواب اعظم علی خان فرزند نواب معتمد الدولہ بہادر برادر غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ سنہ ۱۲۵۹ ہجری مین پیدا ہوئی فی الحال کلکتہ مین مقیم ہی صاحب دیوان اردو بھی ہی۔

کھنچے تصویر حجاب اسکو سراپا دیکھو ۔۔۔ منھہ سے بولو نہ کچھہ آنکھون سے تماشا دیکھو

حیا تخلص حیات النسا بیگم معروف بہ بھورا بیگم بنت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد

شاہ نصیر دہلوی یہ شاعرہ پاکدامن تاحیات ناکتخدا رہی۔

نہ کیوں حیرت ہو یارب وہ زمانہ آگیا ناقص ۔۔۔ حیا ڈھونڈے نہیں ملتی برائے نام کو سو کوس

حیدری تخلص حیدری خانم زوجۂ بشارت اللہ خان دہلوی ستر برس کی عمر پائی قبل از غدر ۱۸۵۷ء فوت ہوئی۔

حیدری نام ہی ترا کیا خوب ۔۔۔ جو کہ تجھسے پھرا وہ حیدر سے

خاکسار تخلص ایک عورت باشندۂ دہلی محلہ کشمیری دروازہ کا ہی جو اپنے نام کا اظہار مناسب نہیں خیال کرتی ہی۔

لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہیں سکتا ۔۔۔ کسی کے درد کو ہمدم مٹا نہیں سکتا

خفی تخلص بادشاہ بیگم بنت چھوٹی بیگم ساکنۂ دہلی محمد یوسف سادہ کار کشمیری کی نواسی بطن چھوٹی بیگم و نطفہ بلاک صاحب بہادر سے پیدا ہوئی اور کسی انگریز کی زوجیت مین داخل ہوئی ہی زبان انگریزی و فارسی اچھی جانتی ہی خوش خطی مین بیمثل ہی۔

خود شوق اسیری کی پھنسے دام مین صیاد ۔۔۔ شرمندہ ترے ایک بھی دانہ کے نہین ہم
جن سے ہم اشنائی کرتے ہین ۔۔۔ ہمسے وہ بیوفائی کرتے ہین

خورشید تخلص ایک سید زادی باشندۂ دہلی کا ہی مرثیہ خوب پڑھتی ہی شعر مندرجۂ ذیل تذکرۂ چمن انداز سے لکھا جاتا ہی مگر حضرت نادر مولف تذکرۂ مذکور کو اس شعر کی نسبت اشتباہ سرقہ ہی۔

اے جذبۂ دل کیونکہ اجازت دون مین تجکو ۔۔۔ ہی سخت کشش تیری وہ ایسا نہو مر جائے

دلھن تخلص دلھن بیگم المعروف بہ نواب بہو دختر نواب انتظام الدولہ اور زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر والی اودھ کا ہی۔

بیان مین کس سے کرون جا کے ابلۂ دل کا ۔۔۔ یہ دل کا دل ہی مین ہو دیگا فیصلہ دل کا
بہا ہی پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دل کا ۔۔۔ تری کی راہ سے جاتا ہی قافلہ دل کا

جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین
مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہین

راویہ تخلص کسی دختر چھیپی ساکنہ دہلی بازار سیتارام کا ہے

ہوتی نہ محبت تو یہ آزار نہ ہوتا
دل عشق کے صدمون سے خبردار نہ ہوتا

رعنائی تخلص قدسیہ بیگم نام ساکنہ دہلی

مین جانتی تھی آنکھ لگی دل کو شگفتہ ہوا
کم بخت کیسی آنکھ لگی اور دکھ ہوا

سلطان تخلص سلطان بیگم لکھنوی دختر نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنوی —

کب تک یہ تیرے ہجر کے صدمے اٹھائے دل
ڈر ہے یہی کہ جان سے اپنی نہ جائے دل
تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا
ملتے ہی آنکھ رہ گیا مین کھٹکے ہاے دل

شرم تخلص شمس النساء بیگم بنت حکیم قمر الدین شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی
وطن اصلی انکا بنارس و مسکن لکھنؤ تھا۔

جو تیری کاکل مشکین کی بو صبا لائی
دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہونچا
چڑھے جو عکس گل تر ہزار بن جائین
کہ شاخ گل سے بھی نازک ہے یار کا پہونچا
دونون زلفون کا تری آیا جو وحشت مین خیال
پڑ گئین پانون مین میرے وہین زنجیرین دو
درد دل دور ہوا سینہ کی سوزش بھی گئی
شربت وصل مین تیرے ہین یہ تاثیرین دو
یا بہانے کا ئین آپ سے یا خط ہی لکھین
شرم کیا خوب یہ سوچی ہین تدبیرین دو

شوخ تخلص گنا بیگم زوجہ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر نظام تخلص وزیر
عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی بڑی لائق عورت تھی بعض تذکرہ نویسون نے اسکے نام تخلص
وخاندان مین بہت اختلاف کیا ہے

شمع کو چہرۂ دلدار سے کیا ہے نسبت
کیونکہ یہ ہے رخ خندان وہ ہے رونی صورت
تیرے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حیرت سے
زمین پہ لوٹتی تھی چاندنی اور شمع روتی تھی
اب خواب مین ہی وصل ترا ہو تو ہو وے
ظاہر مین تو ملنے کی ہمین آس نہین ہے

شیریں تخلص عالیجناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال مخاطب بخطاب رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند و کروَن آف انڈیا از زمرۂ والیان ریاستہاے ہند میں مفتخر و مجمع اوصاف بے پایان ہیں خوش خلق و صاحب جود و ہمت ہیں دربار قیصری دہلی میں تمغہ و نشان پایا نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے باختصاص خاص ملاقات کی صاحب دیوان ہیں انتظام نظم و نسق ریاست میں بے نظیر ہیں سال ولادت سنہ ۱۲۵۴ ہجری ہی سنہ ۱۲۶۳ ہجری میں بعمر ۹ سال خلعت ریاست بحکم گورنمنٹ پایا اور عشرۂ شعبان سنہ ۱۲۸۵ ہجری کو زینت افزاے مسند حکومت ہوئیں ارباب فضل و کمال کی قدردان ہیں

پہلی سی رکاوٹ نہیں اب ہو نظر لطف
آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا

کافر کیا تجکو بھی تری زلف نے کافر
اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا

قابل پابوس کیا ہم بھی نہیں ہیں آپکے
کیا خطا کی ہمنے گر چوما قدم کو کیا ہوا

عرش تک جاتا تھا یا اب کان تک جاتا نہیں
ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا

درد فراق ہی میں سدا مبتلا رہے
دنیا میں اسطرح بھی رہے ہم تو کیا رہے

صدر تخلص نواب صدر محل صاحبہ رئیسۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہیں

میں نے بلائیں لینے کو ہاتھ بڑھا جب ادھر
منھ کو پھیر اسکے یار نے مجھسے کہا الگ الگ

شمع جلانے آئے ہیں آج وہ میری قبر پر
چلیو خدا کے واسطے باد فنا الگ الگ

ضرورت تخلص شرف النسا بیگم زوجۂ مرزا کوچک بہادر خاندان تیموریہ میں ایک نامی عورت ہے

سرسبز رہے باغ سدا دین نبی کا
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

یارب رہے شاداب ہمیشہ چمن دین
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

ضیا تخلص ضیائی بیگم نام زوجۂ حکیم انور علی لکھنوی یہ شاعرہ فاضلہ علوم عربی و فارسی کی ہے

تمھارا ہمسے ہمارا تمسے نہ اٹھ سکیگا عتاب ہرگز
اٹھے تو کیونکر اٹھے بتاؤ کہ تم ہو نازک میں ناتوان ہوں

مین نے پوچھا قتل مجکو کیجیے گا کسطرح — بولے غفلت سے کبھی گا ہے نگاہ تیز سے
سوتے ہین شب جو پیچ کھلے زلف یار کے — دعوے دروغ ہو گئے مشک تتار کے
شمشاد گرد سایۂ قامت چمن مین ہین — خورشید و مہ شعاع ہین رخسار یار کے

عابد تخلص نواب امراؤ بیگم دختر نواب محمد یوسف علی خان مرحوم والی رامپور و زوجۂ نواب زین العابدین خان فوجدار ریاست جی پور علم و فضل مین یکتا ہی۔

کشتہ ہین ای لاغری ہم رنگ گندم گون کے جو — ہی شکن گندم کی بس کافی ہماری قبر کو

عالم تخلص نواب بادشاہ محل زوجۂ منکوحہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ متخلص بہ اختر کا ہی یہ عورت ہوشیار و ذی علم صاحب طبع رسا اور صاحب دیوان ہی ستار نوازی مین پوری مہارت رکھتی ہی۔

گذاری رات ساری تارے ہی گن گن کے عالم — ہوا شب کو جو دھوکا اپنے اختر کا ستارون مین
عالم وہ ترے ہونگے طلبگار اسی دن — جب تازہ ستم وہ کوئی ایجاد کرینگے

عشرت تخلص نواب عشرت محل زوجۂ شاہ اودھ مقیم کلکتہ۔

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی — مین وہ نہال تھا کہ اگا اور جل گیا

عصمت تخلص عصمت نام ایک عورت باشندہ دہلی کی ہی لکھنؤ کی سیر کی ہی بالفعل لاہور مین عورات پردہ نشین کو تعلیم علوم کرتی ہی۔

لب ہو گئے بند نام احمد سے — اور مشکل کشا نے کھول دیے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنہ لکھنؤ صاحب دیوان شاگرد مولوی مقصود عالم مقصود کی ہین بہانی

ہم جو ای جان جہان تجھ سے بچھڑ جاتے ہین — صدمے ہوتے ہین قلق ہوتے ہین گھبراتے ہین

غریب تخلص امیر النسا بیگم زوجۂ میر برکت علی ساکنہ پٹنہ۔

لو اور وہ تو جلنے لگا میرے نام سے — دل سرد آب تو آہ شرر بار نے کیا
کھلتا نہ تا بمرگ مرا یہ معاملہ — رسوائے شہر مجکو دل زار نے کیا

فاطمہ تخلص سلطان بیگم معروف بہ اللہ داد تربیتہ مدرسۂ زنانہ دہلی فارسی خوان ہی۔

آپ کی مرضی سے ہمنے پائی ہی | پھر یہ کیوں لیت ولعل ڈالی ہی

قادری تخلص قادری بیگم ہمشیرۂ خرد کاملہ بیگم متخلص بہ جعفری ساکنۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر مرحوم

ترس خدا چاہیے اے بت ترسا تجھے | عاشق رنجور کو اتنا نہ ترسائیے
میں ہوں فقط اور تم نام نہیں غیر کا | پانوں مری گود میں شوق سے پھیلائیے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم زوجۂ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ

لے گیا قیس سے بھی فوق تمھارا وحشی | مر گئے بھی دست جنوں سے نہ گریبان چھوڑا
ہو گئی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام | میں نے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
آنکھیں پتھرا کے ہو گئی ہیں سفید | کسی بت کی جو انتظاری ہی

قمر تخلص قمر النساء زوجۂ اشرف علی خان مسرور باہم زن و شوہر کے کمال الفت تھی تین روز آگے پیچھے دونوں فوت ہوئے۔

جسے لوگ کہتے ہیں خورشید رخشاں | شرارہ ہی یہ میرے سوز نہاں کا
کریں کہد و منہ بند غنچے سب اپنا | میں لکھتی متا ہوں اسکے دہان کا
خطر سے مری آہ کے ایسا بھاگا | پتہ لامکاں تک نہیں آسمان کا
وہاں حضرت دل تمکو زیست ہو جاتی | جو تمسے لطف سر زلف مو بمو کہتی
ہم پیچ کی ہوں تشنۂ جام شراب اے ساقی | آشفتگی گو رہے ساقی سبو سبو کہتی

کنیز تخلص فاطمہ بیگم دختر نصرت الدولہ بہادر لکھنوی کی لونڈی کا تھا جو پندرہ برس کی عمر میں علوم ضروری کی تحصیل سے فراغت حاصل کرکے بیس برس کی عمر میں فوت ہوئی۔

نقاش نے اس بت کا مگر نقش جو کھینچا | ساعد یہ نہ پہونچا تھا کہ جو ہاتھ کو کھینچا

کیفی تخلص ایک شاہزادی خاندان تیموریہ کا ہی جسنے خمسہ غزل قدسی کا کیا ہی۔

چند بند اُس خمسہ کے لکھے جاتے ہین ۔

کسکا مُنہ ہی جو کرے مدح تری میرے نبی — نعت اطہر مین ہی جب شخص کی عقل غبی
حبذا ذات تری مایۂ حاجت طلبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حق تعالے نے کیا آپ کو ابر اکرام — تجھسے خندان ہی لب غنچۂ امید انام
ہین شجر اور حجر غرق سحاب اکرام — نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بہ شیرین رطبی

گوہر تخلص گوہر بیگم ایک کابلی رسالدار کی بیٹی لدھیانہ مین امیرانہ بسر اوقات کرتی ہی اُردو مین مثل اہل زبان مہارت پیدا کی ہی ۔

ستم کر جور کر ظلم و جفا کر — پرانی ظالم کبھی مجھسے ملا کر
لیجا کر شرم کھا کر مسکرا کر — دیا بوسہ مگر کچھ منہ بنا کر

ماہ تخلص ایک صاحب عصمت باشندۂ دہلی کا ہی جو میان قطب الدین عرف میان کالے صاحب مرحوم کی مرید صاحب دیوان تھی ۔

ماہ کے دل مین ترا نقش محبت جو ہی یار نہ مٹیگا وہ کبھی — باغ جنت بھی کوئی بو دو رکا نہین تیرے کوچے کے سوا

محجوب تخلص نواب محجوب بیگم صاحبہ منکوحہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودہ ۔

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح — نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی — ہمیشہ تڑپیگی تیرے لیے مزار مین روح
نہین ہی گور کی تنگی سے کچھ ہمین وحشت — رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار مین روح

مخفی تخلص سلطان جہان بیگم زوجہ حضرت مرزا قادر بخش بہادر صابر شاہزادہ خاندان تیموریہ صاحب تذکرہ گلستان سخن ۔

اندھائی ہو کہ ہین خفتگان خاک شراب — قسم خدا کی عبس کو بڑا ثواب ہوا

خدا جانے کیا بات ہی اُس مین مخفی — کہ اس ظلم پر جی کو بھاتا بہت ہی

مطلوب تخلص فضل النساء بیگم زن پردہ نشین مقیم کوہ شملہ۔

کیون نمکپاش نہ ہو زخم جگر پر ہر دم — مسکراتا تھا ای رشک قمر وصل کی رات
اللّٰہ اللّٰہ ری مدہوشی جام الفت — جان و تن کی نہ رہی کچھ بھی خبر وصل کی رات
نظر لطف سے انکو بھی کبھی دیکھا کر — کیا گذرتی ہی تری چشم کے بیمارون پر

ناز تخلص ایک شہزادی خاندان تیموریہ ساکنۂ دہلی قبل از غدر بایام شباب شعر کہتی تھی گو اب بھی بقید حیات ہی مگر شاعری ترک کر دی ہی۔

شور ہی اسکی بیوفائی کا — بس نہین چلتا وان رسائی کا
کر غلامی علی کی تو ای ناز — ہی اگر شوق بادشاہی کا
مجھسے روٹھا وہ یار جانی ہی — جان جانے کی یہ نشانی ہی

یاسمن تخلص چنبیلی نام کنیزک سید انشاء اللہ خان انشا کی تھی صحبت مرد سے بالطبع متنفر تھی سید موصوف نے باتباع حکم شریعت ایک مرد معقول کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تیسرے روز نکاح سے بغیر لاحق ہونے کسی عارضہ کے فوت ہو گئی شعر جو اپنے آقا سے شنودہ کہتی تھی

یاد آیا مجھے گھر دیکھکے دشت — دشت کو دیکھکے گھر یاد آیا
سر پہ کھلوایا خموشی نے مجھے — وہ جو منظور نظر یاد آیا
صبر جاتا رہا قرار کے ساتھ — پیر مری والے جان تو نہ گیا
دختر رز سے رات صحبت تھی — شیخ جی کا مگر وضو نہ گیا

قطعات تاریخ و تقریظ تصنیف تذکرہ

از منشی احسان الحق صاحب احسان تخلص خلف و شاگرد مولوی فدا حسین فدا وکیل عدالت ضلع علیگڈھ

یہ احسن تذکرہ ایسا ہی نادر — کہ وجہ انشراح اہل فن ہے
زروے جان لعبکر سال تالیف — لکھا آرایش بزم سخن ہے [illegible]

از شاہزادہ مرزا عبد الغنی صاحب دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صاحب بہادر صابر دہلوی

صفا یا تذکرہ تصنیف کردہ — دیا در سلک خوش گوئی گہر سفت
ز ارشد خواستم سال تمامش — کلام منتخب آب بقا گفت [illegible]

از مولانا علی امجد حسین صاحب امجد رئیس بداون شاگرد جناب مولانا مذاق [illegible]

صفا نے جو اچھی صفائی کے ساتھ — شمیم سخن تذکرہ یہ لکھا
کیا جس میں بالکل ہے ندرت کا کام — ہر اک تازہ گلزار پھولا پھلا
نئی طرح کی جس کی ترتیب ہے — بندھے جیسے اچھے چمن کی ہوا
ہین تختے طرحدار ابواب فیض — ہر اک کی روش ہے ہر اک سے جدا
ہین ابیات خاطر فریب بشر — کہ جن پر فرشتے ہون جان سے فدا
فواصل سے اسباب ہے چاق و چست — بندھا جن کا اوتاد سے اک سرا
یہ کیسے گل تازہ پہونچے بہم — نہین عقل مین میری آتا ذرا
بسی مغز مین میرے خوشبوے سیر — مین اسکے نظارہ کا عازم ہوا
غرض مین گیا اور کی اسکی سیر — نظر آیا گلزار معنی کھلا
مضامین کے گل بوٹے معنی کے بار — بہار الجور عمر و شی صبا
یہ دیکھی جو کیفیت جان فزا — کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلا
لکھی تب یہ تاریخ اتمام سیر — نہ دو جو یا قدر صرف لفظ صبا
[illegible]

لکھا اعداد از روے ترتیب حرف — کہ تا غنچۂ دل کھلاوے صبا
شمیم سخن کو صبا تھی ضرور — اسی واسطے مادہ یہ لکھا

از سید تفضل حسین صاحب تفضل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر

صفا با صفا تذکرہ چون نوشت — زمہ شہرہ اش تا بہ ماہی شدہ
تفضل چہ خوش سال اتمام گفت — کہ جا و فضل الٰہی شدہ ۱۲۸۹ھ

از منشی [illegible] لال صاحب راحت متوطن ضلع ایٹہ مقیم بداؤن شاگرد منشی [illegible] گوہر لونی

ہے نام انکا مولوی عبد الحی صفا — یہ تذکرہ جنھوں نے لکھا بے مثال ہے
تاریخ کی تھی فکر جو راحت تو بولا دل — بوے صفا شمیم سخن نام سال ہے ۱۲۸۹ھ

از منشی عبد الرحمان خان صاحب سحر بنارسی شاگرد مرزا صابر صاحب بہادر

کرد چون نغمہ سرائی بلبل طبع بلند — مست شد عالم بہ اصغاے صفیر جانفزا
ہاتف غیبی دم فکر سن تالیف سحر — گفت باز گلشن فکر صفاے با صفا ۱۲۸۹

از منشی شتاب خان صاحب سپہر مختار کار عدالت دہلی شاگرد مرزا صابر بہادر

نظر سے جو گذری مری یہ کتاب — کہ ہے غم زدود اور سرور انتما
لیے سال تاریخ دل سے سپہر — یہ اظہار قدرت کیا ہے کہا ۱۲۸۹

از منشی نادر علی شاہ خان صاحب شوخ رامپوری ناظر عدالت کلکٹری بنارس

زین تذکرہ شد بہم عدل خوش حالی — مملوست ز حسن و ز قبایح خالی
سال اتمام او نوشتم ای شوخ — بوے گلشن خیال عالی ۱۲۸۹

از سید محمد سلطان صاحب عاقل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر

ابر کلک صفا ترشح کردہ — داد آب بہ باغ فکر بے اندازہ
چون کرد خیال سال عاقل ز الف — فرمود شدہ گلشن معنی تازہ ۱۲۸۹ھ

از مولوی فدا حسین صاحب فدا [illegible] ضلع بلندشہر وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڈہ

حمد خدا تاج سر مدعاست	وبدبۂ قیصر فکر رساست
نعت نبی گر نبود در کلام	ملک معانی نہ پذیرد نظام

ای خوشا نصیب ریختہ گویان ہند کہ صفاے صفوت کیش مروت اندیشش
بتقاضاے ہمت والاے خویش با وصف ہجوم معاش و معاد کہ بیشتر میسر بشر در
کسب آنہا صفحۂ خوان جریدۂ فقدان فرصت است محنتہاے دود چراغ خوردن
بر طبع نازک خود گوارا ساختہ باری در رعایت احدی از سخن سنجان روزگار شیوۂ داد گستری
و حق پژوہی از دست انصاف نداده کہ شیمۂ فطرت بلند و طینت ارجمند است تذکرہ
موزونان حال فرخ فال تالیف نمودہ است گویا ہوسناکان ذوق اشتہار بکنار عرائس
ترجمہاے افکار نو رسیدہ راستر یا مرہون منت شایان فرمودہ چرا و چگونہ حق شناسان
زبان این مصراع دعائیہ بر روے چنین محسن یاد آرندہ اہل حضور و غوایب و ارباب
قرب و بعید ورد زبان خود با نسازند مصراع ع ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی
سبحان اللہ گلدستۂ انجمن است یا شمع بزم سخن گنجینۂ اشعار است یا سفینۂ گوہر آبدار
تاریخی کتاب است یا مجمع احباب تذکرہ ہست یا تبصرہ نسخہ الیست یا شفاء العلیل صحیفہ
الیست یا خوان خلیل تازہ تر گلستان است یا جذر و مد بحر عمان چہ فکر معقول پیدا
کردہ اند کہ براے تطابق و توافق زبان و کلام شعرا عبارت ترجمہ جا قافلہ سخن آفرین
نیز بزبان اردو برنگاشتن مناسب تر شمردہ آفرین براے گزین و اندیشۂ استوارش
کہ تحریر نثر ریختہ بدو وجہ بسیار دلچسپ و مطبوع افتاد یکے آنکہ فی زماننا در کشور ہند در
جملہ دفاتر و مکاتیب ہمین زبان رواج پذیر است دوم آنکہ مناسبت نثر اردو
با نظم اردو خیلے خوشتر و خوشگوار آمد محاورہ و روزمرہ بیان را چندان صاف
و شستہ نوشتہ اند کہ جان سلاست بر ہر حرفش شیدا است وے اعنی تخلص
مؤلف از صفاے کلام کلام صفا پیدا است از انجا کہ خیر الامور اوسطہا کلام خیر و برکات

واقع شده باز هر آئینه عامل و پیروان مصدر و مورد هزار گونه حسنات خواهند شد بشنوان
پذیرفته کتاب مسطور را اوسط الحجم مدون کرده اند نه طوالت بسیار که موجب ملالت خاطر
بینندگان شود نه چندان اختصار که تشنه لبان زلال سخن هنگام مزاولت آن تعطش باشند
بسیار سپرده خداوند اپسند خاطر طبایعان برشته نگاه بود از طعن و تعرض کوته بینان در پناه
غریق خیالات اتمام نامزد به فرما اعطاء الله عنه درین پراگندگیهای اوقات اصلا
دماغ سخن سرائی ندارد این چند فقرۂ نادرست که بپاس خاطر عاطر ملازمان مؤلف
صاحب سلمه الله تعالی از قلم فرو بفضل آمد شکر ایزد توانا بجا می آرد اکنون بنظم
تاریخی اختتام این مجموعۂ نادر یادگار روزگار و صادر اختتام کلام است زیاده ازین
مرجوا غماض از سهو و خطا والسلام

مثنوی

صفای سخن سنج نازک خیال	سبق برده از همسران در کمال
بیاض پر از نظم هندی زبان	پئے خاطر شاعران زمان
زهی تذکره گو بترتیب داد	بعنبر روان بوی ترطیب داد
بسال همایون سر انجام یافت	ز پراگندگی زیب فرجام یافت
غریق از تگاپوی فرهنگ‌ها	سخنش یافتم تازه نیرنگ‌ها ۱۲۸۹ه

از جناب صاحب عالم شاهزاده رفیع الشان میرزا محمد سلطان بهادر معروف میرزا قیصر بخت بهادر فرزند رشید و شاگرد جناب میرزا قادر بخش بهادر صابر دهلوی مؤلف تذکرۂ گلستان سخن

شد چو معجز آفرین کلک صفا	این خبر در گوش عالم در رسید
زد رقم تاریخ اتمامش فروغ	آب شیرین از در معنی کشید ۱۲۸۹ه

از جناب شاهزاده میرزا مسرت شاه صاحب بهادر مسرت دهلوی مقیم کانپور

چون تذکرۂ صفا مسرت	دیدیم کمال لطف آمود
تاریخ نجواستیم از عقل	مرآت خیال او بفرمود ۱۲۸۹ه

از جناب مولانا مولوی محمد یوسف علی صاحب ابوالحامد متخلص بہ یوسف تلمیذ اوده اہلکار ریاست بھوپال

شیخ عبد الحی عالی منزلت — صدر دیوان فصیحائے زمن
کز فضائل بہرۂ کافی ربود — حظ وافی بردہ از ہر علم و فن
زد رقم کلکش نو آئین تذکرہ — یادگار نکتہ سنجان کہن
حال و قال شاعران روشن نمود — ہر ورق را کرد شمع انجمن
سال تدوینش طلب کردم ز دل — گفت شمع مجلس اہل سخن ۱۲۸۹ھ

قطعات تاریخ و تقریظ آغاز و اختتام طبع تذکرہ موصولہ بعد ترتیب تذکرہ

از منشی احسان الحق صاحب احسان تخلص فرزند رشید حضرت فدا

منشی نکتہ دان جناب صفا — شان ہمت شکوہ حلم و وقار
طبع ایشان لطیف و پاکیزہ — سینۂ اوست معدن انوار
خوب کردند تذکرہ تالیف — مثل ارتنگ شد بہ نقش و نگار
کرد احسان چو فکر تاریخش — گفت ہاتف کہ مخزن الاشعار ۱۳۰۰ھ

از جناب شاہ بہاء الدین صاحب بشیر عرف عبد اللہ دہلوی نبیرۂ شاہ نصیر مرحوم

چون صفا شاعر وحید العصر — گل معنی بہ تار فکرت سفت
بہر سالش بشیر ہاتف غیب — چمن دل پذیر و نادر گفت ۱۳۰۰ھ

از منشی احمد علی خان صاحب بیخود رامپوری

ستایش بے پایان سخن آفرینے را سزد کہ برزمین پاک بیت اللہ اسم شریف
عروض گزاشت و بیقدرت کہ لوح و قلم آراستۂ آنست مصرعۂ موزون قامت
انسان بر صفحۂ دیوان ہستی نگاشت و شاہ بیت مثنوی رسالت اُمّی لقب را
بخلعت خاص ہمہ دانی ممتاز فرمود و بمقولہ انا افصح العرب والعجم بر بلغائے و ہر
سرفراز غنچۂ گل چون در حمدش نکتہ ہائے سربستہ راند بجز نوالش بدامانش در دامنہائے

لہ مخفی نماند کہ
تالیف این تذکرہ
درسن یکہزار و سہ صد
ہجری یافت ...

رسیدہ باشند چنانچہ اکثر
احباء شیوا گفتار بوعدہ ... ان
قطعات تاریخی وغیرہ بعد ازان
مدت بعون مدت کردند
لیکن اتفاقاً در آن سال کار
طبعش بالتوا کشید ۱۲

شبنم افشاند شاہد سخن را بحسن ادائی آفرید کہ محبوب دلہا گردید ازین رو بلبل از ورق
گل شعر عاشقانہ انتخاب کردہ و شمع بزم در مرثیہ پروانہ سوز خوانی لعل آوردہ حرباء
مطلع آفتاب در نظر و شپرہ را مقطع شب سواد بصر طوطی را ترکیب بند نیشکر
ہر دم بدل گذشتہ و قمری مصرعۂ موزون سرو در بیاض خاطر نوشتہ گاہ
بطرح سخنوران نازک خیال و دمساز صبح نفسان صافی مقال خصوصاً دانش پناہ
فضیلت دستگاہ کہ از نسبت ذاتش قدر سخن براوج افتخار و سر مباہاتش بر سپہر
اعتبار فصاحت زبان در ر نثارش زیب حسن بیانہا و بلاغت بیان گوہر بارش
آبروے زبانہا شاعر شیرین سخن ماہر موزون سخن شناس و سخن سنج و قدردان
سخن ذکی فہیم و خردمند صاحب تدبیر نقادۂ دودمان شرافت خلاصۂ خاندان نجابت
عزت شعار حکمت دثار عالی تبار کوہ وقار اخلاق مجسم مکرم معظم سرآمد شعرا نامدار
سر خیل سخنوران والا اقتدار سراپا آراستہ لطف خدا جناب مولوی محمد عبد الحی
صفا بدایونی وکیل عدالت دیوانی بلاری تلمیذ خاص میان مذاق کہ بہ تالیف نزہتہ الحسن صفا
بالتزام جناب شعراء ریختہ گو اشعار آبدار برچیدہ نگارخانۂ مانی وانمود ازین کتاب
لاجواب بہ دلربائی اہل فن و ارباب سخن ترتیب فرمود سلاست عبارت و لطافت
معانی و شستگی الفاظ دیدنی ست و بلاغت سخن و حلاوت کلام چشیدنی فصاحت
عبارات و بلاغت فقرات سواد بیاض چشم تماشائی و غرابت استعارات و ندرت
تشبیہات سرگرم دلربائی از روانی عبارات دریاے فصاحت موج در موج
و از بلندی فقرات پایۂ بلاغت اوج در اوج بنفشہ از سطور دلکش با طرۂ طرار گلرخان
دست و گریبان و مشک معنی از نافۂ الفاظ بوباے مشام جان غرضکہ تحریر وصفش
را قلم سے در کار بل توصیفش دشوار سخت دشوار ناچار بجد عاجزی سازم
و ختم کلام می پردازم خدایا مولف را مانند سعدی ممدوح جہان کن و تالیفش را برنگ

گلستان و بوستان مطبوع پیر و جوان فقط

ازجناب مولانا محمد سلیم الدین صاحب تسلیم نارنولی اہلکار ریاست جے پور

نحمد اللہ کیف مایرصاہ | و نصلی علی رسول اللہ | نسل یاربنا علے بابہ | و علے آلہ و اصحابہ

تسلیم حیرتم یارب گزیدن راستایم کہ مدح گزیدہ سرایم ــہ نہ پایانست این را خود نہ آن را ✤ کجا باید گشیدن داستان را ✤ ہمانا چون گزیدہ گزیدن را اثر و گزیدن گزینندہ را ہنر است ہمان بہ کہ بگزینندہ گرایم تا از عہدۂ آن ہر دو ہم برآیم ابیات ہی گزینندہ گزیدہ کہ ہست ✤ از مے بینش سخن سرمست ✤ تا دل و دیدہ اش بکارستی ✤ گلشن فکر را بہارستی ✤ ہم بہار سخن بہ نکتہ وری ✤ ہم بکار خرد بہ پرہنری ✤ یادگار زمانہ عبد الحی صین عن شر کل بل الغی ✤ لوحش اللہ ازین جامع الفضائل لامع الجلائل نص صحیفۂ مہر و آیت سورۂ وفا مولوی محمد عبد الحی صفا کہ از دیرباز بامداد ازل قرعہ بنام افتادہ نقش مراد و امروز وکیل دادگاہ بلاری من اعمال مرادآباد است ــہ زین رقم تازہ نو ریختہ ✤ نقش نوی از سخن انگیختہ ✤ جنس گرانیست کہ از زندہ کرد ✤ زندہ بود آنکہ سخن زندہ کرد ✤ چون منِ ہیچ را پایانے و مدح خود شایانی نیست اگر بہ ذرہ از آفتاب و قطرہ از سحاب گرانمایگیش پرسیدن دارد ہمین نگارین نامہ کہن پرور و نوگرد آوردہ دیدن دارد کہ خزینۂ معنی را سلک دریتیم ست و نام تاریخش را قطعہ از ابوالبیان تسلیم

گزیدہ تذکرۂ حضرت صفا کہ درد	نگرفتہ شاہد معنی طراز رنگ بہار
بنام خویش کہ گوید خبر ز سال طبع	تصور الشعر است ۱۲۹۹ھ وصورۃ الاشعار ۱۲۹۹ھ

ازجناب منشی دیبی پرشاد صاحب سحر سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بدایون

کیا عمدہ ہی تذکرہ صفا کا	نایاب کلام کل ہی اے سحر
منقوط حروف میں ہی تاریخ	بے خار و خزان یہ گل ہی اے سحر

ازجناب مولوی مظفر حسین صاحب صبا خلف الرشید مولانا محمد یوسف علی صاحب جناب ابوالحامد

ساقی ذرا دکھا دے شراب کہن کا رنگ | رندون کے دل مین دیکھکے جسکو اُٹھے اُمنگ
وہ جام ہو جو غیرت جام جہان نما | لبریز کرکے بادۂ گلرنگ سے پلا

آئی بہار کچھ انوکھے رنگ سے آئی ہر جگہ نئی بہار دکھائی کوچہ کوچہ سبزہ زار ہوگیا اور درخت درخت مسکن ہزار گلی گلی مین سبزۂ زمرد رنگ کا نزالاسمان ہی تختۂ زمین پر چاهن خوبان پری وش کا گمان حق یہ کہ ایسی بہار نہ دیکھی نہ سنی چشم بد دور نرگس آنکھون مین سمائی جاتی ہی موتیا اور چنبیلی کے تختہ دیکھکے کسی کی ہنسی یاد آتی ہے لالہ کی بہار نے نرگس مخمور کا رنگ دکھایا ہی سوسن نے مسی مالیدہ لب یاد دلاکے غضب ستایا ہی جنون سے کہ در دشتے رسیدن آرزو دارم ٭ بہار سبزۂ نورستہ دیدن آرزو دارم ٭ وحشت نے آگھیرا جنون نے سر شوریدہ مین شور اُٹھایا جنگل کا رستہ لیا قدم قدم پر کانٹون نے قدمبوسی کی بیخودی نے رستہ بھولایا جذب دل خضر راہ ہوا ولولے نے بے تحاشا زبان کھلوائی کہ ساقی ہین وہ موسم گل ہین شراب دے ٭ خوشبو ہو جس مین مشک کی رنگت گلاب کی ٭ بیہوشی آدھکی آنکھین بند منھہ کھلا تھوڑی دیر تک پڑے رہے جب ہوش آیا معلوم ہوا کہ یہ بہار بیخزان آس شمیم سخن کا عکس ہی جسے بلبل بوستان معانی ہزار نغمہ سرائے چمنستان شیرین بیانی وحید الدہر فرید العصر منشی محمد عبد الحی صاحب بدایونی نے تازہ رونق بخشی ہی واقعی عجب گلدستۂ زیبا ہی جسکا ہر فقرہ راستی مین سرو آسا ہی تازگی فقرات عبارت مسلسل غیرت گلزار ہی شمیم مضامین نفیس پر باد صبا نثار ہی کتاب عجیب ہی تنہائی مین مونس و حبیب ہی شعرا کی سوانح عمری آنکے خیالات نازک دل غمدیدہ کو سرور بخشتے ہین طبیعت کو بشاش کرتے ہین تا کجا تعریف کرون توصیف لکھون شوق نے بیقرار کیا ہی فرط اخلاص نے آمادۂ تحریر تاریخ کیا ہی اسی پر اختتام تقریظ کرتا ہون

بوے خوش سے مہک پڑا عالم | طبع جب دم ہوا شمیم سخن
بادل خوش صبا پئے تاریخ | بولا راحت فزا شمیم سخن

۱۸۸۲ء

از شیخ محمد شرف الدین صاحب ظہور تخلص ساکن قصبہ اندری ضلع کرنال

کسی نے لکھا ہی بتاؤ اب تک — تذکرہ جیسا صفا نے لکھا
اسکی تاریخ لکھو تم یہ ظہور — بے بہا مخزن اشعار چھپا
۱۲۹۰ھ

از جناب مولوی فدا حسین صاحب فدا رئیس دبائی ضلع بلندشہر وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڈہ

تذکرۂ ستائش حق جل وعلی مین زبان لال ہی وہم برین منوال شرح تراجم نعوت قدسیہ حضرت سرور انبیا امر محال ہی ناچار فدا ہیچمدان زبان نادان ترین از سائر نادانان زمان کچھ باب سخن مین گفتگو کرتا ہی اور بدولت فیض اکتساب صحبت ارباب دانش دم تقریر اظہار مدعا بھرتا ہی کہ سخن سنج معنی پرور مولوی محمد عبد الحی بدایونی متخلص بہ صفا نے ایک تذکرۂ شعرا رحی القایم لکھا ہی گویا کشتگان دشنہ فکر سخن کو زندۂ جاوید کیا ہی حقیقت مین بڑے احسان کی بات ہی اور احباب غریب لبیپ کے لئے عمدہ سوغات ہی روزمرہ اردو بہت صاف ہی ہر ترجمہ وتحریر خالی از تعصب واعتساف ہی اور مولف نے بصرف کثیر رسالہ مذکور کو طبع کرایا ہی گویا نسیم خالص پر رنگ ملاے بغیش چڑھایا ہی شایقان سخن پر حق شکریہ مولف واجب الادا ہی جو کچھ مراتب دعا وثنا بجا لاوین بیجا ہی اس تذکرہ سے یہ نوعیت پیدا ہی کہ اصل تذکرہ سے بجز کلام معاصرین مصنف تذکرہ اہل سلف کو متروک کیا گیا ہی لیکن دیباچہ کو جو خود ایک تذکرۂ شعرا سابق کے کلام وحال سے مزین کیا ہی مصنف نے اس تذکرہ کو سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین مدون کیا ہی چنانچہ مین نے اس زمانۂ تالیف کو بذریعہ ان دو قطعات تاریخی کے اس طرز پر موزون کیا ہی

قطعۂ اول

ہی بہ طرز نو نیا یہ تذکرہ — شاعران حال کا ہی جس مین حال
پھر اداے اک عیان تو بھی فدا — مخزن اشعار اچھا لکھدے سال

قطعۂ دیگر

لکھا ہی اک رفیق نے میرے یہ تذکرہ — جسکا متخلص ظاہر ہوا ہی فدا

مین نے بھی سوچ کر سن تالیف فی البدیہ	لکھا ہی تاج سخن زین اشعار بے بہا

پس اب تاریخ تالیف کے بعد تاریخ طبع بھی لکھنا ضرور ہی کہ واسطے یادگار زمانہ انطباع کتاب کے یہی ایک معمولی قدیم دستور ہی گو بالستگی نظم و نثر مین فقدان فرصت سے سند و رہون مگر چاشنی سے بھی یہ گستاخی زبان سخن سے مجبور ارباب بینش عیب پوشی فرماوین اور اپنی والا نہادی سے حرف تعرض زبان پر نہ لاوین اب قطعۂ تاریخ طبع تذکرہ خستہ کلام ہی زیادہ حبلۂ معمولی واہلام ہی

قطعۂ تاریخ

کیا تذکرہ یہ مصنف نے لکھا	ہی جس سے عیان صفائے معنی
پیدا کرے فکر وصف مضمون	یا سے لکھے قلم ثنائے معنی
جو دائرہ ہی کشش سے پر ہی	ہر حرف ہی کہربائے معنی
ہر کرد حروف تازہ اکسیر	یہ نسخہ ہی کیمیائے معنی
مضمون کے یہ شگفتگی ہی	شادابی ہی جو ہرائے معنی
کیا صاف محاورہ لکھا ہی	آئینہ ہے انجلائے معنی
کیا فکر کو فخر فرشتی ہی	یان دام مین ہی ہمائے معنی
دیکھا تر سے تذکرہ کو مین نے	جا بجا ہی طراز بہائے معنی
شائستہ وصف ہی یہ تحریر	ہی تشبیہ انتہائے معنی
مدت سے ہی ترک فکر گویا	مشکل ہی مجھے ادائے معنی
آہو ہی مرا غزال مسکین	دیکھو تو مری خطائے معنی
چھپ جانا کتاب کا تو بیشک	یان ہی سبب بقائے معنی
مجھکو ہی سال طبع مین اب	در پیش ہی ماجرائے معنی
کافی ہی جو ذہن مین کچھ آیا	ہی گوشش [illegible] ائے معنی
ہاتھ آیا مگر سن شمیمی	[illegible] ے معنی

یہ طول سخن فضا ہی بیجا
خاموش ہوا ہی فدا لے مثنی

تاریخ لکھو ز روے بحث
ہر نکتہ ہرا نضیلیا سے مثنی

از منشی گینیدن لال صاحب گوہر بدایونی پیشکار عدالت کلکٹری ضلع بدایون

کیا صفا نے انتخاب اشعار کا عمدہ کیا
دیکھکر کہتا ہی جسکو ہر سخنور واہ واہ

حرف معجم مین لکھا گوہر نے یہ مصرع سال
شاعرون کا تذکرہ ہی کیا ہی بہتر واہ واہ

از منشی گلاب سنگھ صاحب مشتاق تخلص سب اورسیر نہر جدید جمن

لکھا ہے صفا واقعی آپ نے
بیان سخندان ماضی و حال

ہی مشتاق جو آپ کا خیر خواہ
ستین طبع کا تھا اسکو خیال

کہ از روے بحث یہ دل نے کہا
ولہ
ہی بستان نازک خیالان سال ۱۳۰۰ھ

کسی نے لکھا ہی تذکرہ ایسا
جیسا تم نے لکھا جناب صفا

ہی زبان پر ہر اک کے یہ مصرع
راحت دل ہی انتخاب صفا

اس گلستان شعر مین دیکھو
ولہ
گل کھلے ہین نئے نئے کیا کیا

کسکی اس مین سے کیجے تعریف
ہر اک اپنی روش پہ ہی اچھا

غیب سے آئی یہ ندا مشتاق
لکھدے تو نظم از جمند چھپا

دائرۂ تاریخی از جناب مشتاق موصوف الصدر

نظم یکرنگی
۱۳۰۰

مجموعۂ انتخاب صفا
۱۳۰۰

چراغ بلندی
۱۳۰۰
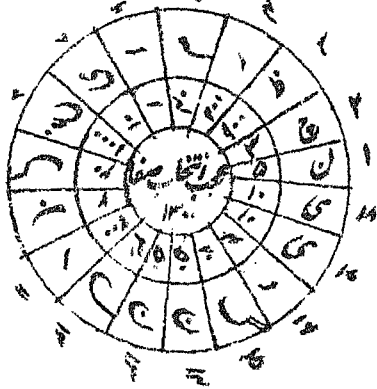
از عالیجناب مولانا ابو محمد عبد الغفور خان صاحب بہادر نساخ تخلص
ڈپٹی مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع ڈھاکہ صاحب تذکرۂ سخن شعرا و قند پارسی

صفا نے لکھا ہے عجب تذکرہ
کہون اسکو عرش عظیم سخن
کہا سال تاریخ نساخ نے
کہ محبوب عالم شمیم سخن

ولہ

تذکرہ جو صفا نے لکھا ہے
ہے عیان جس سے ناز شیر سخن
اسکی تاریخ حضرت نساخ
کہدیں زلف درازِ سخن

ولہ

صفا نے تذکرہ کیا خوب لکھا
کہون اسکو ریاض حسن معنی
ہوئی تاریخ کی جو فکر نساخ
کہا مین نے ریاض حسن معنی

ولہ

صفا نے کیا تذکرہ لکھا ہے
کہ اسپہ جان سخن فدا ہے
ہے تذکرہ یا کہ جسمان مضمون
ہے تذکرہ یا روان مضمون
یہ تذکرہ ہے جہان معنی
یہ تذکرہ ہے جنان معنی
خیال تاریخ کا جو آیا
تو مجکو نساخ نے سنایا
کر فکر تاریخ مین نہ رہیے
حدیقہ بے نظیر کہیے

ولہ

اسکی صفت کیا بھلا مجھسے بیان ہوسکے
خوب صفا نے لکھا تذکرۂ بے بدل
تھی سن فصلی کی فکر جو دل نساخ کو
طبع رسا نے کہا تذکرۂ بے بدل

از عالیجناب مولانا ابو الحامد مولوی محمد یوسف علی صاحب
یوسف کا مدار ڈیوڑھی والے بھوپال

از سواد تذکرہ روشن سواد طبع شد	و ز خط خوش خط مطبوع خوبان منفعل
ہر کسے در سال طبعش طبع سنجیدن گرفت	گفت طبعم داستان شاعران مطبوع دل

از جناب منشی سید احمد صاحب دہلوی مصنف ارمغان دہلی و وقائع درانیہ و کنز الفوائد و آردو ڈکشنری وغیرہ

جس گلستان معانی کے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو ایک مدت سے ہمارے مشام کو معطر کرنے کی امید بندھا رہی تھی اور ہم جانتے تھے کہ ایک روز گھر بیٹھے اس باغ کی گلگشت سے اپنے دل کو باغ باغ کرینگے — بارے خدا خدا کر کے وہ دن نصیب ہوا کہ شمیم سخن کا چمن عین موسم بہار مین ہمارے سامنے لہلہاتا ہوا دکھائی دیا اور اپنی دلآویز سرسبزی سے ہماری آنکھون کو نور دل کو سرور بخشا اگرچہ ہر ایک گل کے ساتھ خار اور بہار کے ساتھ خزان لگی ہوئی ہے مگر یہ سبزہ زار اس آفت لیل و نہار سے دور ہی جا ہو جتنے گلدستے چاہو بنا کر مکان دل کو سجاؤ مگر اس کا ایک پھول بھی کملائے تو ہم جانین — اگر گلچین بدبین نے ہار مانی ہے تو اسی جگہ مانی ہے اور جو ابر دخانی پانی پانی ہوا ہے تو اسی موقع پر ہوا ہے —

اسکی پہلی روش کے پودون پر اگلے زمانہ کے بلبل جابجا بیٹھے ہوئے چہچہا رہے ہین اور نظم آردو کی تاریخ کو اپنی نغمہ سنجی سے یاد دلا رہے ہین آگے چلو تو سنہ ۱۲۸۸ ہجری کے موجودہ نامی گرامی شاعر اور اب تک جو اس شریف سلسلہ مین آملے ہین وہ اپنی اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے بزم افروزی فرما رہے ہین —

یہ گلزار ہمیشہ بہار ہمارے دوست مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا بدایونی کی آبیاری سے تیار ہوا ہے جن لوگون کو زباندانی کا چسکا پڑا ہوا ہے اور جو اپنی زبان کو پاکیزہ و باصفا بنانا چاہین انکے حق مین یہ تذکرہ اکسیر کا نسخہ ہے اور جن لوگون کو سخن سنجون کی یادگار اور انکے نتیجۂ افکار کا مزا ہے وہ اسے دیکھین اور بخوبی حظ

اٹھائین درحقیقت صاحب موصوف نے وہ کام کیا ہی جو ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا اور
اس عنقریب آنے والے زمانہ مین جس مین اس قسم کی شاعری عنقا کا حکم پیدا کریگی
یہ تذکرہ لطف تازہ دکھاکر دلپر سانپ سا لٹا ئیگا اس تذکرہ کے اختتام کی تاریخ جو ہمارے
شفیق منشی ٹھاکر گلاب سنگھ مشتاق نے اپنی اور تاریخون کے علاوہ زیب رقم
فرمائی ہی ہم بھی اسی پر اس تقریظ کا خاتمہ کرتے اور مولوی صاحب کے حق مین دست
بدعا ہین کہ جس غرض سے ہمارے دوست نے یہ کوشش کی ہی خداے تعالے
اُنھین اُس مین بخوبی کامیاب کرے آمین یارب العالمین

تاریخ از حضرت مشتاق

اس تذکرہ مین بیشک اشعار شاعرون کے	لکھے ہین ہان صفا نے پر درد و پر رعایت
آواز غیب آئی مشتاق تذکرہ یہ	کیا سوچتا ہی لکھدے ہی مخزن فصاحت

۱۲۹۷ ف

تقریظ از جناب مولانا علی امجد حسین صاحب امجد بدایونی

عندلیب طبع کیون خاموش ہی	پھر بہار آئی گلون کا جوش ہی

مستفسران حالات نو وکہن اور منتظران دید گلدستہ سخن کیون تمکو خبر نہین وقت از دست
رفتہ اور تیر از کمان جستہ پھر ملتا ہی ہماری بات سنو کہ عمر قریزی و تحقیق
کامل اور سعی بالغ جناب فضیلت مآب افصح البلغا مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا
بدایونی وکیل عدالت دیوانی بلاری نے تذکرۂ شمیم سخن کی بوے خوشگوار سے دماغ
واقفان فن شعر کو معطر کر رکھا ہی یہ تذکرۂ شعراے نو وکہن کا دامن امید مشتاقان سخن کو
گلہاے مراد سے مالا مال کرتا ہی اپنی بھینی بھینی خوشبو سے ایک عالم کو بسا رہا
ہی ہمنے بھی اس بستان بیخزان کی سیر کی ہر تین چمن اپنی اپنی روش پر سجے
سجائے آبیاری حسن ترتیب سے سیچے ہوے پائے اول چمن مین گلزار تاریخ
زبان اُردو و نظم اُردو لہلہا رہا ہی اپنے نوخیز و دلچسپ گلہاے الفاظ و مضامین سے

مشام ناظرین کو تازگی بخشتا ہی اس سے آگے چلو تو بلبلان خوشنوا یعنی وہ شعرا جو سنہ ۱۲۹۹ ہجری سے پہلے فوت ہو گئے ہین چہچہاتے دیکھوگے وہ اپنی سریلے و دلکش نغمہ سے زمانہ کو محو کر رہے ہین دوسرا چمن نونہالان گلستان سخن موجودہ حال کی سرسبزی اور نوخیزی سے آراستہ و پیراستہ ہی تیسرے چمن مین کچھ قمریان خوش گلو اپنے نازک و دلربا ترانہ سے مشتاقون کے کلیجے پر سانپ لٹا رہی ہین الغرض یہ ہرا بھرا چمن سر تا پا حسن و خوبی سے آراستہ ہی بندش الفاظ و تراکیب فقرات سے پیراستہ ہی واقعی یہ ایک زبردست تالیف ہی خوبی دیکھنے اور سیر کرنے سے معلوم ہو سکتی ہی بلاغت مضامین و فصاحت الفاظ مؤلف کی خانہ زاد ہی ہر جگہ طرز نو کا ایجاد ہی سیاح فکر و قیاس اس گلزار بیخار کی پوری پوری توصیف کرنے سے عاجزانہ مجبور ہی جہان گرد وہم و خیال اس بہار بیخزان کی تعریف سے معترف بعجز و قصور ہی شائقان و طالبان سخن اگر ہوس گل و گلزار رکھتے ہین تو آئین اور اسکی سیر سے لطف اٹھائین

از جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرت پوری اہلمد فوجداری ضلع علیگڈھ

باہمہ طرز خوش و خط جلی — طبع شد این تذکرہ دل پسند
گفت مجید از پئے تاریخ طبع — گلشن اسرار دل ہوشمند

از مولوی حافظ حکیم علی احمد صاحب مدظلہ ملقب بہ محمود اللہ شاہ قادری چشتی مذاقی خلف حافظ علی اسد اللہ صدیقی بدایونی شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید دلدار علی صاحب مذاق بدایونی

[illegible]ب شاہد و مشہود — ما حمد و احمد و موجود
[illegible]شاہد المصطفے و محمودہ — شاہد المرتضے و مشہودہ
[illegible]ل حمد لہ و مدح و رسے — و صلوٰۃ علے نبی ہدے
[illegible]خاتم الانبیا و الرسل — ماحی الکفر ناسخ الملل
[illegible]علے آلہ و اخوانہ — و علے صحبہ و خلانہ
[illegible]علے اولیا امتہ — و علے اصفیا امتہ

سیما الغوث غوثنا المولے ابن مولی الولایۃ الاعلے
ثم اہدے لے جناب مذاق تحفۃ المدح مدحۃ المشتاق
ہو شیخ و سید السادۃ خرق عاداتہ کما العادۃ
خالنا المقتدا و مولیٰنا مرشدی بالرشاد ارشدنا
فاقول المرام یا شعرا حالکم قالکم بدا بصفنا
ہو صدیقی انی باحبابی قد حباہ الودود حبابی
ذو تصانیف حاز تصنیفا ذا الکتاب الجدید تالیفا
بان فیہ تراجم الشعراء ثم زاد الکلام من فصحاء
ذاک حسن بجزئہ الاول قلت ما قلت حالہ المجمل
حسن شعر بجزئہ الثانی زائد عند عبدہ الجانی
ثم اشعار ثالث الاجزاء بکلام لشاعرات نساء
مثلہ غیرہ بلا شئی لا اذنی و لا رأت عینی
نجزاہ الا آخیر جزا و حباہ القبول فی الدنیا
و عطاہ جزیل آلائہ زادہ من جمیل نعمائہ

عام طبع الکتاب باحضار
ارخ الفکر روضۃ الانوار
۱۳۰۰ھ

ولہ

چون زفضل حضرت رب العلا از صفا شد جمع اشعار فصیح
سال تاریخش بہ تالیف کتاب گفت مذنب فیض گفتار فصیح

دیگر تاریخ این تذکرہ ریاض الانوار